

हलुदुस्तानी ँकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वरुग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या.....

انوکھائی

ایک یورپین فخر کی عجیب غریب
داستان جاموسی کا خاتمہ سرکاری
کا بے نظیر افسانہ

جسے



پڑھ کر آپ یقیناً دنگ ہو جائیں گے
انوکھے فخر کی بے نظیر شاطرانہ عیاریاں
یکایک غائب ہونا اور پھر نئے انداز سے
ظاہر ہونا۔

ترجمہ

سید عبدالصالح ج

حسب فرمائش منجر صدیق بکڈپو لکھنؤ

ہمدرد برقی پریس لکھنؤ میں چھپایا

۱۹۶۶ء

قیمت ۴

باتام خواجہ اسد پرست (حقوق دائمی بنام پبلشر محفوظ ہیں) ۵۷ جنوری ۱۹۶۶ء

علمی دینی اخلاقی ناولوں کی فہرست

بولوالہوسنگالی

ایک بولوالہوسنگالی کی شہوانی ناکا سیاب کرشنشون کا دست شکن انجام باربار
درعوب تک رسائی اور پھر ناکام رہی۔ ایک عجیب و غریب نظریہ تارنگک میں ہے
بڑھ کر دیکھئے اور ہر مسئلے سے لوٹ جائیے۔ عجیب و غریب ناول ہے۔ قیمت ۴۰

بیکھڑوان طراب

ایک شیرخوار بچہ کا دریا میں بہتے ہوئے جاننا والدین کا رویہ کر صبر کر لینا۔
بعد کو ایک کئے کا بچہ کی جان بچانا۔ ایک دو لقمہ دار شریف خاندان میں بچہ کا
پرورش پائانت کے بعد اپنے والدین سے ملنا۔ والدین کی سرت۔ عجیب و غریب ناول ہے۔

لاڈو بیگم

لاڈو بیگم کے روزانہ سے چوتھے بد مزاجی اور ٹھیکے میں کا انجام۔ لاڈو بیگم ذات پات
صورت و شکل کی بڑی نہ تھی مگر بھرا تھا لیکن اسکی بڑی بچی نے گھر کو درخشا کاٹو
بنادیا۔ زمانہ کی گردش نے جو نکال دیا اسد جو ہوش آیا تو لاڈو بیگم کی طلبیت ہو گئی۔ ۲۰

عشق و لہو

عشق و محبت دو قصے جو ایک ساتھ شروع ہو کر ایک ساتھ اچھے انجام پر ختم ہوتے ہیں قیمت ۴۰
پارہتی
ایک نامدار لڑکی کا افسانہ محبت قیمت ۴۰
صديق بکڈ پو کھنور
ہوائی بندوق
ایک لڑکی ہوائی بندوق کا راز قیمت ۴۰

دیباچہ از مترجم

16. 6. 29

قبل اسکے کہ ناظرین کرام میری اس ناخیز تحریر کے ملاحظہ پر مجھے شکریہ موقع دین -
مجھے امید ہے کہ وہ ان چند سطور دیباچہ کے ملاحظہ کی تکلیف بھی گوارا فرمائیں گے۔
میں اس سے پیشتر ایک اور کتاب موسوم بہ "ہوائی بندوق" ترجمہ کر چکا ہوں۔
اسکی اشاعت کی تکمیل پر میں اپنے مہربان دیرینہ مولوی محمد صدیق صاحب مالک صدیقی بک پو
کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس کتاب کے ترجمہ سے مجھے چند امور کا اندازہ ہوا جسکو تجربہ کہنا چاہیئے۔ اس کتاب
میں میں نے صرف سلاست دروانی ترجمہ خصوصاً پیش نظر رکھی ہے جس سے مجھے اس خامی
کا احساس ہوتا ہے۔ وہ حضرات جو اصل کتاب کے مضمون سے ناواقفیت رکھتے ہیں یا جنکی نظر
سامنے چند ضروری تہمدی مقدمات نہیں ہیں، شاید اس دلچسپ کتب دلچسپی کا پہلو مفقود
خیال کریں۔

اسلئے میں نے ابکی بار اس موہوم شکایت کو بھی حتی الامکان رفع کرنے کی کوشش کر کے
ضروری تہمدی مقدمہ کے ساتھ ترجمہ میں بھی بجا تصرف کر دیا ہے۔ جس سے سلاست اور روانی
کے علاوہ دلچسپی کا بھی کافی اضافہ ہو گیا ہے۔ ۴

گر قبول افتد رہے عز و شرف

حقیر عبدالرب شیر متوطن موضع اگا سنگھ کڑو
ضلع بارہ بٹکی

آغاز

لندن کے مشہور و معروف شہر میں جسکو جزائر برطانیہ میں ہر طرح سے دیگر مقامات پر
 ذوقیت حاصل ہے۔ انیسویں صدی عیسوی میں ایک نہایت ممتاز شخص رہتا تھا جسکا نام ہم
 ہمام رکھتے ہیں۔ اسنے جاسوسی سرآغزائی کے لئے خدا داد فراست اور ذہانت بانی تھی۔ لندن
 نیز قرب وجوار میں کوئی فرد مشکل سے ایسا ہو گا جس کو اس شہرہ آفاق شخص کے حالات سے
 واقفیت نہ ہو۔ تمام لندن میں اسکا اثر قائم تھا۔ اور پولیس کے عملے میں خصوصاً اسکی قوت پر
 سرسبتہ واقعات کی عقدہ کشائی سے اہل پولیس عاجز رہتے۔ یہ مادر زاد جاسوس چند لمحے کی دماغی
 قیاسات کے بعد نہایت خوبی سے اسکا تار پو دو بکھر دیتا۔ اہم سے اہم معاملات کی تحقیقات کیا
 معمولی معاملات کا بھی لیتا تو اسکے نزدیک کھیل ہی تھا۔ وہ نہایت سنجیدہ متین اور عالی مرتبت تھا۔
 جسمانی حیثیت سے بھی وہ نہایت قوی ہیکل تھا۔ چنانچہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اسکو جزائر ہمیشہ لوگوں کی
 سرآغزائی میں اسنے دو چار ہونا پڑا ہے اور ہمیشہ غالب رہنے والا یہی ہوا ہے۔ جیسے جیسے میں سے
 وہ کمال حاصل تھا کہ نہایت دقیق نظریں بھی دھوکہ کھانی تھیں، ہر طبقہ کے لوگوں میں اسکا نام
 اعزاز کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ اور لوگ اس سے مستفید ہونے کی تمنا رکھتے تھے۔ ایسے شخص کی نظر
 میں مشکل ہی سے کوئی شخص راز داری کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کا راز ظاہر ہونا محال ہے
 اور اسی وجہ سے تمام کسی پر راز داری کی حیثیت سے مشکل سے اعتماد کرتا تھا۔ ایک شخص جو اسکا مستند تھا
 حکیم دانی تھا۔ یہ ایک نہایت عمدہ طبیب تھا۔ اپنے شہر میں ماہر فن ہونیک علاوہ اسکو بیہوشی کی توابیر
 سے وہ انکشاف جرائم میں مدد لیا کرتا تھا خاص لچبھی تھی۔ وہ خود ان میں حصہ لیتا تھا۔ اور مناسب
 مواقع پر اپنے رفیق تمام کا ہر طرح سے ساتھ دیتا تھا۔ تمام سے حکیم دانی کو خاص اہمیت تھی اور اس
 دل میں اسکی نہایت وقعت تھی۔ کیونکہ جس وقت تمام کو کسی رفیق کی ضرورت پڑتی تھی تو اگر کوئی ذات
 ایسی ہو سکتی تھی جسپر تمام اپنا راز ظاہر کرے وہ صرف دانی ہو سکتا تھا۔ تمام کے ساتھ مراسم کے اثر سے

حکیم دانش کو بھی ان مشاغل میں یک گوشہ دستگاہ حاصل تھی۔ جہاں کہیں ہم بہاؤ کا کارنامہ پڑھتے ہیں ساتھ ساتھ حکیم دانش کے نام پر بھی نظر پڑتی ہے۔ حکیم دانش نے اُن تمام مسائل کو جنہیں بہاؤ نے اسکی رفا یا تہائی کیفیت میں لایا ہے۔ نہایت غور سے لیکر بیان کیا ہے۔ چنانچہ یہ کارنامہ جسکو میں ناظرین کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ نہایت اہم اور قیمتی ہے اور قصہ پڑھتے وقت دانش ہی کو محکم خیال کرنا چاہیے۔

حرفے ہونٹ والے آدمی کا حیرت انگیز کارنامہ

الیاس دینات کے مدرسہ عالیہ میں مدرس اعلیٰ تھے۔ انکے بھائی کا نام اسحاق تھا۔ کجخت الیاس کو افیون نوشی کی بُری لت دامگیر ہو گئی تھی اور وہ انتہا سے زیادہ اسکا عادی ہو گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اسحاق کو افیون کی جاٹ اس طرح پڑی کہ جب وہ مدرسہ عالیہ میں تعلیم پاتا تھا تو اسے ایک اچھی گاؤس نامی کی داستان پڑھی تھی جسکے اثر سے اسکو بھی اسکا شوق پیدا ہوا۔ اسحاق اپنے بھائی میں افیون کا بانی ملا کر وہ لطف اٹھاتا تھا۔ جو کا کوس افیون نوشی سے حاصل کرتا تھا۔ آخر کار اسحاق کو معلوم ہوا کہ افیون کی لت پڑ جانا تو نہایت سہل ہے لیکن عادت پڑ جانے کے بعد اسکا ترک کر دشوار ملکہ محال ہے۔ چھ جتنی نہیں ہے۔ منہ سے یہ کافر لگی ہوئی کہ اسحاق کی عادت پر چکی تھی۔ ایسا وہ عرصہ تک اسیں مبتلا رہا اور اسکا خمیازہ پھگتا گیا۔ اسکی حالت زار پر اسکے عزیز واقارب کو کچھ رحم اور کبھی غصہ آتا تھا۔ اب ہم اسکی نہایت بُری گت دیکھتے ہیں اسکا چہرہ زرد ہو گیا ہے اور خسار دن پر چھریاں پڑ گئیں۔ انکھیں بینک میں بند رہتی ہیں۔ ہائے ایک شریف نسراد نوجوان اپنی بُری عادت سے ہاتھوں اس طرح برباد ہو گیا۔

ماہ جون ۱۹۷۷ء کا زمانہ تھا کہ ایک رات کو ہمارے دروازے پر ایک ملاقاتی نے اپنی آمد کی اطلاع دی۔ سوچتے تھے جائیا آ رہی تعین۔ میری نظر گھر ہی پر پڑی کہ کیا وقت ہے اور بالکل سوئے تیار ہی تھی میری سوی اپنی کنبہ کاری میں مشغول تھی۔ آمد کی خبر سنکر میں ہوشیار ہو کر اپنی آرام کرسی پر بیٹھ گیا اور میرے اہلیہ نے اٹھنا کام اٹھا کر رکھ دیا۔ اسوقت اس ملاقاتی کے آنے سے میری اہلیہ کو اپنا کام بڑھادینا پڑا اور اسکو نہایت ناگوار ہوا۔

میری اہلیہ نے کہا کہ شاید کوئی مریض آیا ہو گا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو باہر جانا پڑے گا۔ چونکہ حضور ہی دہوئی تھی کہ میں دن بھر کا تھکا ماندہ مریضوں ہی کے دہان سے آکر بیٹھا تھا اور طبیعت اب بھی پریشا

تھی۔ اس لیے اس خیال پر مجھے بھی ناگواری ہوئی۔
 ہمارے کانون میں دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ جلدی جلدی الفاظ کی آواز کے ساتھ آنے والے
 کے بیرون کی آہٹ سنائی دی۔ کبارگی ہمارے خاص نشستگاہ کا دروازہ کھلا اور ایک جوان غلام
 اندر داخل ہوئی اسکا تام لباس سیاہ تھا۔ اور ایک سیاہ رنگ کی نقاب تھم پر بڑھی ہوئی تھی۔
 اُس نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں معافی چاہتی ہوں کہ اتنی رات گزرے حاضر ہو کر آپ کی
 تکلیف کا باعث ہوئی۔ اس کے بعد وہ میری اہلیہ کی طرف لپکی اور اُس کے گلے بکھر زار زار رونے لگی اور
 کہا کہ میں آفت میں مبتلا ہوں۔ لہذا میری مدد کرو۔

میری بیوی نے اس کی نقاب ہٹا کر اسکا منہ کھول دیا اور کہا آئیں یہ تو کینئر ہے۔ اری کینئر تو نے تو
 مجھے ڈر دیا تھا۔ کھٹکھٹا ہوا ہے میں پہلے تو مجھے بالکل بچانا ہی نہیں۔

کینئر۔ میں حواس باختہ ہوں مجھے اور کچھ نہ سوچی اس نے میں سیدھی تمہارے پاس چلی آئی۔ یہ
 کوئی بات نہ تھی بلکہ ایسا تو اکثر ہوا ہی کرتا تھا کہ مصیبت زدہ لوگ میری بیوی کے پاس اس طرح
 بھرا کر آتے تھے جیسے بحری طور پر دشمنی کے مینار کے پاس جاتے ہیں۔ اور وہ انگوٹسی دیتی تھی۔
 اہلیہ۔ تمہارے آنے سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ بیٹھو اپنی طبیعت ٹھیک کرو

اچھا مجھے تمہاری کیا خاطر کرنا چاہیے۔ پہلے کچھ پانی پیتے مشربت پانی ہو جائے۔ پھر اطمینان
 سے تمہاری غیرت پر جوچوں۔ کیا حکیم صاحب سونے کے لیے جا سکتے ہیں۔

کینئر۔ نہیں نہیں مجھے حکیم صاحب سے مشورہ کرنا ہے اور مجھے انکی مدد کی بھی ضرورت ہے۔ میں اپنے
 آئی ہوں دو روز ہوئے ہیں انکا کہیں پتہ نہیں ہے مجھے بڑی تشویش ہے یہ پہلا موقعہ نہیں تھا کہ بچا
 کینئر اسحاق کو بری لتوں کی تالی ہوئی کمرے میں آئی ہو۔ بلکہ وہ اکثر آکر تھی تھی۔ ایک حکیم کی حیثیت
 سے وہ مجھ سے مشورہ کیا کرتی تھی اور میری اہلیہ اسکی مسہیلی اور ساتھ کی بڑھی ہوئی تھی۔ اس نے
 اس کے پاس آکر بچا ہی عمر زدہ کینئر اپنے ڈکھ درد کا حال کہتی اور اپنی بد طبیعت پر روتی تھی۔ میں نے
 اسکو اطمینان دلایا اور نہایت ہمدردی سے تسلی بخش الفاظ کے ساتھ اس کے دل کو سمجھایا۔ میں نے
 اس سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا شوہر کہاں ہو گا اور اگر میں اس کو لا سکتا ہوں تو دل
 دجان سے آپ کی خدمت کے لیے تیار ہوں۔

کینئر۔ جی ہاں کینئر سے مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ جب انکو ایفون کی طلب سوار ہوئی تھی تو وہ شہر کے مشرقی
 طرف چار دفعتیں ایفون پیے جایا کرتے تھے۔ لیکن آج تک وہ ہمیشہ دن بھر سے زیادہ غائب نہیں رہتے

تھے۔ شام کے وقت وہ خراب خستہ حالت میں گرتے پڑے کھڑکھڑاتے تھے۔ لیکن ابکی مرتبہ اترالیش گھٹنے گزرنے کے ہیں اور کہیں بہہ نہیں ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ اُسی جائیداد خانہ کی گندھی آب دہوا میں افیون کے نشہ میں جو رہیں بڑی حالت میں زمین پر پڑے پڑے ہونگے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ وہیں پڑے۔ لیکن میں کیا کر سکتی ہوں میں کجحت عورت ذات کس کام کی ہوں۔

در اصل اُس جوان اور نہایت سیدھی عورت کے لئے یہ بات کسی طرح مناسب نہ تھی کہ وہ اُسی جائیداد خانہ میں جا کر شریا ہوں کے مجمع سے جہاں شہر تھر کے تمام بچے لنگا کر مے جمع ہوتے ہیں اپنے شہر کو اٹھا لادے۔

اس معاملہ میں میں نے خیال کیا کہ اسکی مرث ایک سبیل ہو سکتی ہے کہ میں اسی وقت کینز کے ہمراہ جائیداد خانہ جاؤں اور جو کچھ مجھ سے ہو سکے اس غریب مظلومہ کی مدد کروں۔ لیکن فوراً دوسرا خیال میرے دماغ میں آیا کہ میں اس بچاری کو اپنے ساتھ لجا کر کیون تکلیف دوں۔ میرے لیے یہی مناسب ہو گا کہ میں تنہا جاؤں۔ کیونکہ اُسی حالت میں مجھے کامیابی کی زیادہ امید ہو سکتی تھی۔ میں اسحق کا طبی معالج رہ چکا تھا اسلئے اُس پر میرا کافی اثر تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ اگر وہاں موجود ہو گا تو بلا قیل و قال میرے ہمراہ جلا آدینگا۔ برخلاف اسکے ممکن تھا کہ بچاری کینز کو وہاں سے ناکامیاب داپسور ہونا پڑتا۔ ان تمام باتوں کا خیال کر کے میں نے تنہا جانے کا ارادہ کر لیا اور کینز سے کہدیا کہ آپ داپسور تشریف لے جائیں میں جائیداد خانہ جاتا ہوں اگر وہاں اسحق مل گئے تو میں وہ گھنٹے کے اندر اندر گاڑی پر سوار کر کے اُٹھیں آپ کے پاس روانہ کر دوں گا۔

میں اس وقت اپنے خوشگوار کمرے میں نہایت راحت سے آرام کر رہی تھی۔ لیکن کینز کی بچاری پر میں نے دس بجے منٹ میں جائیداد خانہ جانے کی تاری کر دی حالانکہ یہ بات اس وقت مجھ پر شاق گزری لیکن مجھے نتیجہ کی خبر نہ تھی جو بعد کو اس قدر تکرار کیے ثابت ہو۔

مجھے وہاں پہنچ کر پہلے کوئی دقت نہیں ہوئی۔ میں ایک تنگ دوار راستہ سے گزرتے ہوئے چوٹیش کی طرف گیا تھا اُسی جائیداد خانہ میں پہنچا جسکی مجھے تلاش تھی میں اپنی گاڑی کو موہو جہاں کے باہر کھڑا کر کے ریٹون سے نیچے کی طرف اتر آیا یہ زینہ نہایت خراب خستہ حالت میں تھے۔ کوئی نگہ۔ ان ایچجیون کا عام راستہ تھا جو لوہہ کھڑواتے ہوئے گرتے پڑتے چلتے تھے۔ آخر کار زمین ایک ٹکٹھا کی ہوئی لیمپ کی روشنی کی مدد سے ٹھیک راستہ پر پہنچا اور ایک کشادہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے میں افیون کا بھورا بھورا دھواں پھایا ہوا تھا۔

اس دھوان دھارین کوئی شخص مشکل سے ان بے حس حرکت جسموں کو دیکھ سکتا تھا جو عجیب عجیب حالت سے ادھر ادھر ایفون کے نشہ میں لوٹ پوٹ رہے تھے۔ جو آئے جانے والے لوگوں کو گھور گھور کر دیکھتے تھے۔ کچھ لوگ دم لگا رہے تھے اور انکی جلموں سے لو نکل رہی تھی۔ اکثر لوگ بے حس و حرکت چرے ہوئے تھے۔ کچھ لوگ جڑ پڑا رہے تھے اور بعض لوگ ایک دوسرے سے ایک زمین ایک آسمان کی اڑا رہے تھے۔ یکبارگی اتنا شور مہونے لگتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپس میں جھگڑا ہو رہا ہے اور بھر یکبارگی سب کے سب اس طرح خاموش ہو جاتے تھے گو یا سب ایک دم سے مر گئے ہیں۔ ہر ایک اپنی دھن میں جڑ پڑا رہا تھا۔ آگے بڑھ کر ایک جگہ کو کئے دیکھ رہے تھے اُسکے بالکل قریب ایک لکڑی کی پتائی پڑی ہوئی تھی جس پر ایک لمبا اور دبلا چمکا آدمی عجیب ہیبت سے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنی دونوں ٹانگوں باندھے ہوئے اپنے زانوؤں پر رکھے ہوئے تھا۔ اور اپنی ٹھیکوں پر اپنی ٹھوڑی رکھے ہوئے آگ کی طرح خوفناک صورت سے ٹلٹکی باندھے دیکھتا تھا

جونہی میں اس جائز دھانہ میں داخل ہوا دین کا ایک ملازم مجھے دیکھ کر سری مدارات کیلئے نہایت تواضع سے ایک جلم میں ٹھوڑی سی ایفون دیکھ کر میری طرف دوڑا۔ اور نہایت تعظیم سے مجھ کو ایک کرسی پر بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا۔ وہ یہ سمجھے ہوئے تھا کہ یہ بھی کوئی انجینی ہوئے جو اُسکی چاٹ میں آئے ہوئے ہیں۔ میں نے حاجت سے اُسکا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میرے لیے آپ تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں میں اسلئے نہیں حاضر ہوا ہوں بلکہ میرا مطلب کچھ اور ہے۔ میرا ایک دوست استحقاق یمان آتسہ میں اس سے ملاقات کرنے کے لیے آیا ہوں جو وقت میں نے اس ملازم سے گفتگو کرنے کے وقت استحقاق کا نام لیا۔ میری دہنی جانب کچھ حرکت ہوئی۔ میں نے ادھر نگاہ کی تو مجھے ایک زوردار متوحش چہرہ نظر آیا اور غور کرنے پر معلوم ہوا کہ استحقاق میری جانب اپنی ایفون کی نشہ میں بدست گھور گھور کر دیکھ رہا ہے اُسے حیرت کے ساتھ کہا کہ ارے میرے اللہ کیا دانش بیٹھا ہوا ہے؟ اُسکی عجیب حالت تھی جس پر رحم آتا تھا اُسکا جسم لڑکھڑا رہا تھا۔ اُس نے پوچھا۔ ارے دانش کیا بجا ہو گا؟

میں۔ گیارہ کے قریب بجایا ہے۔
استحقاق۔ کس دن کے گیارہ۔

میں۔ آج جمعہ کا دن ہے۔ جون کی اُنیسویں تاریخ ہے۔

استحقاق۔ میں سمجھے ہوئے تھا کہ آج بُدھ ہے۔ دانش آج واقعی بُدھ ہی ہے۔ آخر تم مجھ کو کیوں ڈنارہ ہو یہ کہہ کر اسنے اپنا سر جھکا لیا اور زار زار رونے لگا۔

میں۔ بندہ خدا کو کیا ہوا ہے۔ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ آج سچ جمعہ ہے۔ آج دو دن ہوئے کہ تمہاری نیکی اور شریف سوئی تمہاری غیر حاضری سے اتنا سے زیادہ پریشان ہے اور تمہارا انتظار کرتی ہے۔ مگر شرم آتی جائے۔

اسحاق۔ میں بیشک سخت نادم ہوں۔ لیکن واقعہ آج جمعہ ہرگز نہیں ہے۔ مگر غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ ابھی چند گھنٹے ہوئے ہیں کہ میں یہاں آیا ہوں مجھے اچھی طرح نہیں یاد ہے لیکن تین چار عہد سے زیادہ میں نے نہیں کی ہیں۔ میں اپنی نیکی اور عزیز کینز کو ہرگز پریشان کرنا نہیں چاہتا۔ ہائے میری پیاری کینز کو تکلیف اور پریشانی اٹھانی پڑی ہوگی۔ اچھا واقعہ میں تیار ہوں مجھے ہر جلد مکان بچلے۔ میرا ہاتھ پکڑو۔ کیا تم میرے لئے کوئی گاڑی لاسے ہو۔

میں۔ ہاں میں ایک گاڑی لایا ہوں جو باہر کھڑی ہے۔

اسحاق۔ تو پھر اسی پر چلوں گا۔ لیکن حکم صاحب میرے ذمہ کچھ دام ضرور واجب الادا ہونگے۔ جہربانی کر کے آپ نیچے سے ملکر حساب پاک کر لیجئے۔ میں حواس باختہ ہوں اور کچھ کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ میں اس تنگ راستہ سے اپنی ناک بند کرتے دم گھٹتا ہوا جلد جلد گزر رہا تھا۔ میرے دونوں طرف وہی جس حرکت انجینوں کی لائین پڑی ہوئی تھیں جو کہ مجھے بفر کی جستجو سیلے میں ادھر ادھر نظر ڈالتا تھا جبکہ میں اس لکڑی کی تباہی سے پاس پہنچی جیسر دی لمبا اور ڈبلا پتلا فیجی بٹھا ہوا آگ کی طرف دیکھ رہا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ کسی نے میرا دامن پکڑ کر پھینچ لیا۔ اور آہستگی کے ساتھ یہ ادا ز بھی میرے کان میں آئی کہ آگے چلے جاؤ۔ پھر ذرا منہ پھر کر میری طرف دیکھ لینا۔ مجھے تعجب ہوا اور میں غور کرنے لگا کہ یہ الفاظ کسی زبان سے ادا ہوئے کیونکہ مجھے شبہ نہیں تھا بلکہ صاف آواز میرے کان میں آئی تھی۔ میں نے غور سے ادھر ادھر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ آواز تو صرف اسی بڑھے ایچی کی طرف سے آئی ہو۔ لیکن مجھے یہ تھا کہ وہ اسی طرح اپنی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ جس طرح بیشتر بیٹھا تھا۔ اٹکا سر جھکا ہوا تھا۔ آنکھیں آگ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ بڑھاپے کی وجہ سے پیٹھ جھکی ہوئی تھی۔ اور اُس کے آگے ایک ٹیبلٹ پڑی ہوتی تھی۔ گویا اُس نے دم لگا یا جس نشہ میں آکر بیہوش ہو گیا۔ اور علم ہاتھ سے جھٹک آگے گر گئی جب مجھے کچھ نہ معلوم ہو سکا تو میں نے اُسی آواز کی ہدایت پر عمل کیا اور دو قدم آگے اور بڑھ کر پیچ دیکھنے لگا۔ اس وقت میری

حیرت کی کوئی انتہاء تھی اور قریب تھا کہ میں حیرت زدہ ہو کر چیخ اٹھوں لیکن میں نے غصے سے کام لیا۔ اب اسی ایچی بڑھے نے اپنی پیٹھ اس طرح پھیر لی کہ میرے سواے اور کوئی اس کا منہ نہ دیکھ سکے۔ اس کے چہرے کی پہچانی اور زردی جاتی رہی۔ اُسکی آنکھیں حیرت پر یک کی وجہ سے چھپان پڑے تھے یکبارگی چمک نے

لگیں اور اس کے ہونٹوں پر تازگی کے ساتھ مسکراہٹ آگئی۔ اب جو میں دیکھتا ہوں تو حضرت ہمام
 یہ نفس نفیس چاندو خانہ کی زینت کا باعث ہو رہے ہیں۔ انھوں نے میری جانب اشارہ کیا کہ راستہ
 آجاء۔ اس وقت انھوں نے ایک مرتبہ دوسرے انجمن کی طرف نگاہ اٹھائی تو بالکل وہی تمام آثار جو
 پیشتر میں نے ان کے چہرے پر پائے تھے نمایاں ہو گئے۔

میں۔ (نہایت آہستگی سے) جناب آپ اس چاندو خانہ میں پڑے ہوئے کیا کر رہے ہیں۔
 ہمام جہقدر آہستہ ممکن ہو بولتے میرے کان بغضہ پڑے تیرہیں سب اس نونگا۔ حکیم صاحب آپ
 اس انجمن کے جھکڑے کو علیحدہ کریں تو میں آپ کا بہت مشکور ہونگا۔ کیونکہ مجھے آپ سے کچھ ضرورت ہے۔
 میں۔ میرے ساتھ ایک گاڑی کا جھکڑا بھی تو لگا ہوا ہے اور وہ باہر موجود ہے۔

ہمام۔ ارے پھر تو بالکل بات سنی رکھی ہے۔ اس جہنی کو اسی پر سوار کر کے الگ کر دو اور یہ تو ظاہر ہی ہے
 کہ ان میں اتنی تمنا تو ہے کہ راستہ میں گاڑی پر بیٹھے ہوئے کچھ شرارت کر سکیں اور ساتھ ہی ساتھ میں
 تم کو یہ مشورہ دوں گا کہ تم اپنے کو جہان کے باغچہ اپنی بیوی کے نام ایک بڑے گھوڑے پر سوار کر دو کہ میں آج رات تمام
 کے ساتھ رہوں گا۔ اور پھر نہیں آسکتا۔ اس انجمن کو گھر روانہ کر کے آپ صرف پانچ منٹ باہر انتظار کریں
 میں وہیں حاضر ہوا۔

تمام کی درخواست کا رد کر دینا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ایسے لب و لہجہ اور ایسے
 حکیمانہ انداز میں اپنی درخواست پیش کرتا تھا کہ ایک لفظ کہنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی تھی میں نے خیال کیا
 کہ جس وقت میں اسحاق کو گاڑی پر بٹھلا کر روانہ کروں گا یقیناً میرا فرض ادا ہو جائیگا جس کا وعدہ میں نے
 کینز سے کیا ہے۔ اس کے بعد میں سب سے بہتر اپنے لئے یہی تجویز کرتا ہوں کہ اپنے دو دوست کے ساتھ رہ کر اسکے مدبرانہ
 اور عجیب انگیز کارناموں میں حصہ لوں۔ یہ رائے قائم کرنے کے بعد میں نے اسحاق کا بلقاچا چکا دیا۔ اور
 انکو گاڑی پر بٹھلا دیا۔ اپنے کو جہان کو اپنی بیوی کے نام ایک خط لکھ کر دیدیا اور رخصت کر دیا۔
 اسکے بعد میں تمام کی ہدایت کے بموجب اسکا انتظار کرنے لئے باہر بیٹھنے لگا۔ اور ایک ٹیفٹ بڑھا چکی تھی
 میں لڑکھڑاتا ہوا باہر نکلا۔ اس وقت انکو کون کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی ہمام ہیں۔ بخود ہی ڈور تک تو وہ یونی
 کھڑے۔ انجمن کی طرح چلتے رہے۔ اس کے بعد ادھر ادھر غور سے دیکھ کر گیارہ گئی سیدھے ہو گئے۔ اور
 زور سے تھقبہ لگا کر بیٹھ گئے۔

ہمام حکیم صاحب میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے اس چاندو خانہ میں دیکھ کر آپ کو بڑی حیرت ہوئی ہوگی۔ آپ
 اپنے دل میں کہتے ہوئے کہ جس طرح اس شخص میں اور بری نہیں ہیں اس طرح اسے ایفون کی عادت بھی

ڈال لی ہے۔

مین - اس میں کو کلام نہیں کہ آب کو میان دیکھ کر مجھے انتہائی تعجب ہوا۔
ہمام - وہاں حضرت - اور مجھے تو آب کو میان دیکھ کر اور بھی زیادہ تعجب ہوا۔
مین - اس میں کوئی تعجب یا شہد کی گنجائش نہیں کیونکہ میں تو اپنے ایک دوست کو ڈھونڈنے آیا تھا۔
ہمام - جس طرح آب ایک دوست کو ڈھونڈنے آئے تھے اسی طرح میں بھی ایک دشمن کو ڈھونڈنے آیا تھا۔
مین - کیا؟ ایک دشمن کو ڈھونڈنے!

ہمام - ہاں۔ خدا نے میرے لئے بہت سے قدرتی دشمن پیدا کیے ہیں۔ بالوں کہنے کہ میں اپنا شکار تلاش کرنے آیا تھا۔ حکیم صاحب مجھے ایک اہم واقعہ کی تحقیقات کرنی ہے۔ یہاں آئے سے میرا مطلب کچھ حل ہونا نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ ایچی اپنی بڑی کوئی راز کی بات کہہ جائیں اور وہ میرے مفید مطلب تھا ہو۔ اور اس طرح اکثر ایسا ہوا ہے کہ مجھے سراسر سانی کامیابی ہوتی ہے۔ ورنہ اگر کہیں میں جائزہ دے گا میں بچان لیا گیا ہوتا تو میری زندگی خطرے میں پڑ جاتی کیونکہ اس سے بیشتر بھی میں نے اس خانہ و خانہ سے اپنے مطالبہ مل گئے ہیں۔ اور یہ بد معاش جو اسکا بیٹا ہے میرا جانی دشمن ہو گیا ہے اسے قسم کھا کر کہتا ہے کہ ہمام سے بدلہ ضرور لوں گا۔ اس عمارت کی پشت پر ایک عقبی دروازہ ہے اندھیری راتوں میں آج جگہ نہایت خطرناک واقعات ہوتے رہے ہیں۔

مین - کیا جانیں ضائع ہوتی ہیں

ہمام - ہاں ہاں ہی معاملہ ہے۔ بھاری بہت سے غریب آدمی ہلاک ہوئے۔ میرا خیال ہے کہ دریائے جھڑ کا کنارے پر کوئی مقام ایسا خطرناک نہ ہو گا۔ اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ بھاری سفید کی جان اسی جگہ ضائع ہوتی ہے۔ مجھے اسکا بہتہ لگانا ہے۔ یہاں تک تو دیکھا گیا تھا کہ سفید اس کے اندر داخل ہوتا ہے لیکن اب مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اسی کے اندر مقیم ہو گیا اور اب کبھی نہ نکلیگا۔
یہ کہتے تھے ہمام نے ابھی حسیب سے ایک سیٹی نکالی اور زور سے بگائی۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے جواب میں ایک دوسری سیٹی کی آواز آئی اور ہمارے کان میں گاڑی کے کھڑکھڑانے کی آواز آئی اور آٹا ٹاٹا ایک گاڑی آجود ہوئی۔

گاڑی کو دیکھ کر ہمام نے مجھ سے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ آب جہربانی کر کے میرے ہمراہ تشریف لے چکے ہیں۔ بیشک اگر میں کسی طرح مفید مطلب ثابت ہو سکوں تو خدمت کے لئے حاضر ہوں۔
ہمام - کیونکہ میں - ایک مختصر رفیق ہمیشہ مفید مطلب ثابت ہوتا ہے۔ پھر آپ جیسا راز دانا کیونکہ

نفید مطلب نہ ثابت ہو گا۔ آپ ضرور تشریف لیجلیں جسکی الامکان آپ کو تکلیف نہ اٹھانی پڑیگی۔
 محلہ سندھواری میں ہمارے واسطے دو بستر تیار ہیں۔

مین۔ محلہ سندھواری میں

ہمام۔ سعید کامکان وہیں تو ہے۔ مین دوران تحقیقات میں وہیں قیام پر یہ ہوں۔

مین۔ یہ کہاں ہے۔

ہمام۔ یہ وضع فی کے قریب قنہ مین واقع ہے۔ مین سات میل کی مسافت طے کرتی ہے۔

مین۔ لیکن مجھے اس واقعہ کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم ہے۔ آخر کیا معاملہ ہے۔

ہمام۔ ہاں بیشک آپ کو اس کے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہے آپ گاڑی کے اندر تشریف لائیے

ابھی سب معلوم ہوا جاتا ہے۔ اچھا چھین اب تم واپس جا سکتے ہو۔ تم نے گاڑی ٹھیک وقت پر

پونجا دی ہے۔ یہ دور میرے لئے تھا را انعام ہے۔ کل گیارہ بجے ہمارا انتظار کرنا۔ ذرا گھوڑے کا

رخ ٹھیک کر کے چلا دو۔ پس ٹھیک سے جاؤ آؤ اب عرض۔

ہمام نے گاڑی ہانکی اور ہم لوگ سنسان رات میں روانہ ہو گئے ایک مقام کے بعد دوسرے

مقام سے گزرتے ہوئے ہم دور نکل گئے۔ ہمام نہایت خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا اور میں بھی ایک طرف

جیب جا پٹھا رہا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہمام ہمہ تن اپنے خیالات میں محو ہے۔ چونکہ اسکو ایک مسئلہ کی

حقدہ کشائی تھی اسلئے میں اس سے بات چھوڑتے ہوئے ڈرتا تھا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اگر

خیالات پر اگندہ ہو جائیں۔ اسکی ہمیشہ یہ عادت تھی کہ جب اسکو کسی مسئلہ کی سرخروائی کرنی ہو

تھی تو وہ نہایت غور و خوض سے اسکو سلجھانے کی کوشش کرتا تھا۔ جب ہم موضع فی کے قریب پہنچے

تو ہمام کے جسم کو حرکت ہوئی۔ اور اُسنے اپنا چوڑا جلا یا۔ اور میری جانب مخاطب ہو کر بولا۔

حکیم صاحب آپ میری رفاقت کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ آپ میں خاموشی کی عادت نہایت

معقول ہے۔ معاف کیجئے۔ اسوقت میں یہ سوچ رہا تھا کہ جب میں فی پہنچوں گا اور سعید کی عیادت

ہوئی جو دروازے کے اوپر ہمارا انتظار کر رہی ہوگی اپنے عزیز شوہر کی نسبت پوچھیں گی تو میں اس

کیا جواب دوں گا۔

مین۔ شاید آپ کو بھول گیا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ مجھے اس معاملہ سے واقفیت بالکل نہیں ہے۔

ہمام۔ نہیں میں بھول نہیں گیا ہوں اور انشاء اللہ موضع وضع پہنچنے سے پہلے میں آپ کو تمام واقعات

سے مطلع کر دوں گا۔ حکیم صاحب مسئلہ فی نفسہ مجھے بالکل سادہ نظر آتا ہے لیکن پھر بھی کوئی

سُرائی میں ملتا بہت سی صورتیں سمجھ میں آتی ہیں لیکن تدبیر نہیں بنتی ۴
 ڈور کو ٹکھار ہا ہون اور سید اللہ نہیں
 میں وہ تمام واقعات ایک سانسے پیش کرتا ہوں ذرا غور فرماتے رہئے۔ مجھے امید ہے کہ کوئی معقول
 صورت آجکی سمجھ میں آجادیگی۔
 ملین۔ اچھا خیر۔ بیان تو سمجھ رہے۔

ہمام۔ چند سال گزرے غالباً تھانہ سید اے میں موضع لی میں ایک شریف آدمی مسیحی سید آیا۔ وہ اپنی
 حیثیت سے روپیہ والا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ اُسے ایک قطعہ زمین خریدا۔ اور امیرانہ قلعہ سے مکان
 تعمیر کرایا۔ اور کدو فرسے زندگی بسر کرتا رہا۔ قرب دجوار میں بہت جلد اسکا اثر قائم ہو گیا۔ اور اُسے ایک
 سوداگرچی سے شادی کر لی۔ جس سے اسوقت دو بچے بھی ہیں۔ اسکا کوئی خاص پیشہ نہ تھا۔ عام
 طور پر وہ تجارتی کمپنیوں سے تعلق رکھتا تھا۔ صبح کے وقت اپنے مکان سے شہر کو چلا جاتا تھا۔ اور تمام
 کو سو باج بچہ کی گاڑی سے دایس اتا تھا۔ سید کی عمر اسوقت ۳۳ سال کی تھی۔ اسکا جال میں معمولی
 طور پر سیدھا سا داکھا۔ اور اپنے بال بچوں سے بہت مانوس تھا۔ اپنے موضع میں وہ ہر دلعزیزی
 کی حالت سے بسر کرتا تھا۔ جہانگیر میں کہہ سکتا ہوں اسکا کل قرض ایک ہزار کے قریب تھا۔ لیکن
 اُسکی جائیداد ۳ ہزار سے زیادہ تھی جس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ مافی حیثیت سے وہ خوشحال
 اور بارخ البال تھا۔ گذشتہ دو شبہ کو صبح کے وقت وہ درامعول سے قبل شہر کو چلا گیا اور چلتے
 وقت اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ مجھے آج دو ضروری کام کرنے ہیں۔ اُسے کہا کہ جب میں شام کو واپس آؤں گا
 تو بچوں کے لیے کھانا اور دیکھ بیان لاؤں گا۔ اُسی روز ایسا اتفاق ہوا کہ سید کے روانہ ہونے کے تھوڑی
 ہی دیر کے بعد اُسکی بیوی کے نام تار آیا۔ سید کی بیوی نے ایک ضروری پارسل منگایا تھا جسکا وہ انتظار
 کرتی تھی۔ تار سے معلوم ہوا کہ اسکا پارسل آگیا ہے اور جہازی کمپنی میں جمع ہے۔ اُسے اپنا پارسل معول
 کرنے کے شہر کی تیاری کر دی و آتش اگر آب کو لندن کا جزا فیہ یاد ہے تو غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ
 یہ جہازی کمپنی اُسی جائیداد خانہ کے قریب واقع ہے سید کی بیوی نے لندن پہنچ کر کچھ سودا سٹف خریدا اور
 جاری کمپنی کے دفتر جا کر اپنا پارسل معول کیا اسوقت بونے پارچ کا وقت تھا اور وہ جائیداد خانہ کے سامنے
 دانی سرگرم بنا رہا تھا۔ یہی سہرا ہے جس پر ہم لوگ آج آئے ہیں۔ غالباً یہاں تک تو آپ سمجھ ہی لیا ہو گا۔

ملین۔ جی ہاں یہ تو صاف ہے اسے بعد کیا ہوا۔
 ہمام۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس دو شبہ کے بڑی گرمی تھی اسلئے سید کی بیوی ایک ٹاڑھی کی تلاش میں

ادھر اُدھر دیکھتی ہوئی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ وہ اسٹیشن جانا چاہتی تھی۔ اسکو یہ بھی امید ہو گئی کہ
 اسی سوایلیج بچے والی گاڑی سے اسکا عزیز شوہر سعید بھی مکان واپس جائے گا۔ اسنے اسٹیشن پر ملاقات
 ہو جانا بہت ممکن ہے۔ اسی انتظار میں اسنے کانٹون میں ایک بیچ کی ادا ڈاؤن ڈھانے کے بلاخانہ سے آئی۔
 اسکی نگاہ ادبیر کی طرف اٹھ گئی۔ اسوقت اسکی حیرت اور خوف کی کوئی انتہاء تھی۔ اسنے دیکھا کہ اسکا
 عزیز شوہر سعید جسکی بابہ اسکا خیال تھا کہ اسے اسٹیشن پر مل جائے گا۔ چاند ڈھانے کے بلاخانہ کی کمر کا
 سے ایک پریشان حالت میں نظر آیا۔ جو اسکو اپنے ہاتھ سے اشارہ کر رہا تھا۔ وہ سمجھی کہ سعید اسوقت
 کسی مصیبت میں مبتلا ہے اور ادا دیا جاتا ہے۔ اسنے اچانک اسکے ہوش اڑ گئے۔ کمر کی کھلی ہوئی تھی
 اور اسنے اچھی طرح اپنے شوہر کو دیکھا تھا وہ بیان کرتی ہے کہ اسکی حالت سے پریشانی کا اظہار ہوتا تھا
 اور غالباً وہ کسی مصیبت میں مبتلا تھا اور اسنے اسے مجھے دیکھ کر اشارہ کیا تھا لیکن وہ اس قدر جلد سے
 غائب ہو گیا کہ گو کسی نے اسکو پوچھا کہ کچھ کہے یا۔ ایک بات پر اسکو اور کچھ زیادہ عجیب ہوا۔ کہ اسوقت
 صرف ایک کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اور کالز اور ٹکٹائی کچھ نہیں تھی جس سے اسکا ٹکٹا کھلا ہوا تھا۔
 چونکہ سعید کی بیوی کو کسی قسم کا شبہ نہیں تھا اور اسنے خود اپنی آنکھوں سے حقائق صاف دیکھا
 تھا اسلئے وہ فوراً بلاخانہ پر جانے کے لیے چاند ڈھانے کی طرف دوڑی اور زینوں پر چڑھنے کا ارادہ
 کیا لیکن وہیں پر اس بچہ کی کو وہ بد معاش بیچہ ٹکٹا۔ جسکا تذکرہ میں آپ سے پیشتر ہی کر چکا ہوں۔ اسنے
 اسکو کسی طرح ادا پر چڑھنے نہ دیا۔ اور ایک ڈانٹ بتائی وہ بچہ پاشان ہو کر استمداد کیلئے بازار
 کی طرف دوڑی جس اتفاق سے سب سے پہلے اسکی پولیس کے انسپکٹر سے ملاقات ہوئی جسکے ہمراہ کسی سیال
 اسنے ان پولیس والوں سے داد چاہی۔ انسپکٹر پولیس مع اپنے سپاہیوں کے ہمراہ ہو گیا۔ اور چاند ڈھانے
 پہنچا۔ باوجود اس بد معاش بیچہ کی روک تھام کے وہ ادا پر چڑھنے سے باز نہ آیا۔ اور زبردستی بالا
 خانے پر پہنچ گیا۔ وہاں پر سعید کا نام دہشتان بھی نہیں تھا۔ اور دراصل اسوقت وہاں کوئی شخص
 نہیں پایا گیا ایک لشکر اکبر اور بد شکل فیر البتہ موجود تھا بعد کو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ عرصہ دہین
 کر ایمر پر مبتلا ہے۔ بد معاش بیچہ اور اس لشکر نے قبرستان حلیفہ میان کیا کہ سہ پہر کے وقت جب کامیہ واقع ہے
 وہاں پر سوائے انکے اور کوئی نہ تھا۔ ان دونوں نے ایسے صاف اور قابل اطمینان بیانات دیے کہ
 انسپکٹر کو قریب قریب یقین ہو گیا کہ جو کچھ بیگ صاحبہ بیان کرتی ہیں محض ایک شبہ معلوم ہوتا ہے
 اسنے میں اتفاقاً بیگ کی نظر ایک ڈیہ بر بڑی جو پاس ہی میز پر رکھا ہوا تھا۔ معاً سے خالی ہوا
 کہ یہ دیہی ڈیہ ہے جسین مٹھائی یا کھانا ہو گا۔ کیونکہ سعید صبح کو چلے وقت کھڑکے آیا تھا کہ میں شام کو

بچوں کے لئے مٹھائی اور کھلونا لاد کر آئے۔ اس نے جھپٹ کر وہ ڈبہ اٹھا باور اس کا دھک دھک کھول دیا۔
 کھولنے کے ساتھ ہی ایک کھلونا گر پڑا۔ اس حالت سے لنگرے فقرے جبرے سے غراہٹنی کا اظہار
 ہوا اس ڈبہ کے برآمد ہونے اور لنگرے فقرے کی گھراہٹ سے ایک کٹر کو یقین ہو گیا کہ غزوہ کچھ دال میں
 کالا ہے تمام کردن کی اچھی طرح تلاشی کی گئی اور آخر کار یہ معلوم ہوا کہ یہاں پر کسی جرم کا ارتکاب غزوہ ہوا
 بالاحاقہ پر سامنے والا کمرہ شستہ گاہ کے لئے نہایت اچھی طرح آراستہ کیا گیا تھا اور اسی کمرہ سے ایک
 دوسرے کمرہ میں جانے کا راستہ تھا۔ اس کمرہ میں بستر لگا ہوا تھا۔ اس کمرہ سے دریا کا گھاٹ صاف
 نظر آتا تھا۔ اس کمرے اور گھاٹ کے درمیان میں دریا کا وہ حصہ تھا جس میں جوار بھائے گئے دقت پانی
 آجاتا تھا۔ اس وقت دریا میں بڑا جوار بھانا تھا۔ اور پانی ۲ فٹ گہرا تھا۔ جس کمرہ میں بستر لگا ہوا تھا
 اس میں جو کھر کی مٹی وہ بہت جوڑی تھی۔ جب پولیس والوں کو یہ شبہ ہو گیا کہ یہاں کوئی واقعہ غزوہ ہوا
 ہے۔ تو انہوں نے ہر چیز کو غور سے دیکھا شروع کیا۔ اور اس کھر کی تہ نیچے جوبی فرش پر خون کے دھبے
 نظر آئے۔ اس کے علاوہ سامنے والے کمرہ میں ایک پردے کے نیچے سعید کے تمام کپڑے برآمد ہوئے لیکن ان کے
 کوٹ کا بٹہ نہیں تھا۔ اس کا بوت جوتا اور ٹوٹی تمام چیزیں موجود تھیں۔ ان کی گردن سے اس بات کا اظہار
 نہیں ہوتا تھا کہ سعید پر کسی قسم کی سختی کی گئی ہے۔ لیکن سعید کے متعلق معاملہ بالکل سرسبہ تھا۔ چونکہ اور
 کوئی راستہ نہیں تھا اس لئے یہ گمان ہوتا تھا کہ وہ اسی کھر کی تہ سے باہر بھاگ پڑا ہو گا۔ خون کے دھبوں سے
 اس بات کا اندازہ کیا جاسکتا تھا کہ سعید کسی قسم کی سختی سے جوٹ کھانے کے بعد اس کھر کی تہ سے دریا
 میں پھاندا غزوہ ہو گا۔ لیکن پردے جوار بھائے گئے دھبے سے یہ امید نہیں کی جاسکتی تھی کہ سعید نے تر کر
 اپنی جان بچائی ہوگی۔

اس بد معاش منہجر کا معاملہ بالکل صاف تھا کیونکہ خود سعید کی بیوی کے بیان اُنکی برأت ہوتی
 ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جو وقت میں اپنے شوہر کو دیکھ کر دوڑتی ہوئی رہنے کے پاس پہنچی تو منہجر
 وہاں موجود تھا۔ جسے جھک کر اوپر جانے نہیں دیا۔ اس لئے منہجر اگر کوئی الزام عائد کیا جاسکتا ہے تو صرف
 اس قدر کہ اس کا معاون جرم ہونا ممکنات میں سے ہے۔ بہر کیف اُنکی رہائی تو صاف ہو۔ کیونکہ وہ ان
 معاملات میں بالکل ایک ناواقف کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لنگرے فقرے مسلحی بینگن کی نسبت بیان
 کرتا ہے کہ مجھے اسکے افعال کا کوئی علم نہیں اور سعید کے معاملہ میں کہتا ہے کہ جس طرح اس معاملہ میں
 پولیس ناواقف ہے میں بھی محض ناواقف ہوں۔

اس لنگرے فقرے میں گن کا حال یہ ہے کہ وہ اس چاندرو خانہ کے دوسرے درجہ میں رہتا تھا اور

جان سے سوتے غائب ہوا تھا اس جگہ صرف یہی شخص باایک تھا۔ اسکا جسم نہایت بد نما ہے اور یہ شخص اکثر شہر کی سڑکوں پر بھٹک لنگھتا ہوا پایا گیا ہے اس کا خاص پیشہ بھی بھٹک لنگھنا ہے۔ حالانکہ پولیس کی گرفت سے بچنے کے لئے وہ یہ کرتا تھا کہ دیا سلاخیوں کا ایک سڈل لیکر سڑک کے کنارے بیٹھ جاتا تھا دانتی اگر تم غور کرو تو تمہیں شاید آجائے کہ اس جگہ سڑک کے کنارے پر یہی فقر پڑ پڑ کر گھبراہتی کو دین دیا سلاخیوں لیکر بیٹھتا ہے۔ لیکن یہ اپنے سامنے اپنے چہرے کی میلی ٹوٹی رکھ دیتا ہے۔ اسکی حالت ایسی رحم کے قابل ہوتی ہے کہ صبح سے شام تک اُسپر تانے اور جائنڈی کے سکون کی بوجھا رہا کرتی ہے۔ میں نے خود اس فقر کو بار بار دیکھا ہے لیکن مجھے اس کا کبھی خیال نہ آیا کہ اس معمولی فقر سے مجھے کبھی سابقہ بھی پر لگے۔ اسکی مدیت نہایت بد نما ہوا اسکے سر پر سرخ ٹھکانا ہیں۔ اسکا چہرہ نہایت میلہ لودرا کا رنگ کی وجہ اسکا ہڈا در کی طرح لکھ لکھا ہے فقر کا اس پر اتنا بوجھ ہے کہ اس کا

میلن۔ لیکن یہ کمزور لنگڑا فقیر ایک سید جسے تو مندا آدمی کا مقابلہ کیونکر کر سکا ہو گا۔ ہمام۔ یہ لنگڑا صرف اس معنی کر کے ہے کہ وہ لنگ کر کے چلتا ہے۔ لیکن اور صورتوں میں وہ اچھا خاصہ ہے اور غالباً آپ اپنے طبی دلائل سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک عضو کی کمزوری دوسرے اعضا کے قوی ہونے پر دال ہے۔

میں۔ خیر صاحب۔ آگے چلیے۔

ہمام۔ جب بیمار ہی کلثوم سید کی بیوی نے کھڑکی پر خون کے دھبہ دیکھے تو اسے سینہ میں شوہر کی محبت نے جوش مارا اور وہ مظلومہ سمجھی کہ ہائے معلوم ہوتا ہے کہ میرا عزیز خاوند قتل ہو گیا ہے۔ اس خیال سے کلثوم بے ہوش ہو کر گر گئی۔ پولیس والوں نے اس خیال سے کہ کلثوم عورت ذات سے اور خصوصاً رقیق القلب ہے اسنے اسکا تحقیقات کے موقع پر ساتھ رہنا مناسب نہ ہو گا۔ بیہوشی ہی حالت میں اسکو سواری پر اُسکے مکان بٹھوایا۔ دار و غدر رتن نے جھکے سیر اس مقدمہ کی تعیش تھی بڑے غور سے ہر ہر پہلو سے مقدمہ کے سچائے کی کوشش کی۔ لیکن انکو کسی قسم کی کامیابی ہوئی نظر نہ آئی۔ دار و غدر رتن سے ایک غلطی یہ ہوئی کہ انھوں نے اس لنگڑے فقر ہینگن کو فوراً آخر است میں نہیں لے لیا۔ ایسا نہ کرنے سے ممکن ہے کہ اُسے جہنم سے تبادلہ خیالات کر لیا ہو اور کوئی بات طے کر لی ہو۔ لیکن اس غلطی کی تلافی فوراً کی گئی۔ اور دار و غدر نے اسکو حراست میں لے لیا۔ قبل اسکے کہ اُسکی عدم حراست سے مقدمہ پر کسی قسم کا برا اثر پڑتا ہینگن کی اہستہ پر بھی خون کے دھبہ موجود تھے جس سے شبہ میں اضافہ ہو سکتا تھا۔ لیکن ہینگن نے اسکا جواب قابل اطمینان دیا۔ اُس نے

بیان کیا کہ دیکھئے میری انگلی ناخن کے پاس سے کٹ گئی ہے اور اس سے چند قطرے خون تھکاتے
 چکے دھتے میری آستین پر موجود ہیں۔ اور جو دھتے کھڑکی پر بہن وہ بھی اس خون کے دھتے ہیں لیکن
 یہ دھتے سفید کے خون کے سیطرہ میں ہو سکے۔ کیونکہ عرصہ سے میں اس کھڑکی کے پاس ہی بیٹھیں
 لگی۔ بیٹنگن نے قسم کھا کر بیان کیا کہ یہاں پر کوئی سفید آیا ہی نہیں اور نہ میں نے اس کو دیکھا۔ رہا اسکے
 پیر ہون کے متعلق اسکا راز جس طرح پولیس کے لئے عجیب انگیز ہے اسی طرح میرے لئے ہے۔ اور کلکٹوم نے کہہ
 دیا کہ دیکھا ہے وہ سوا اسکے کچھ نہیں ہو سکتا کہ وہ خواب دیکھ رہی تھیں یا یہ کہ میں خود مجبوراً اس کا
 ان تمام باتوں کے باوجود داروغہ نے اسکو قید کر کے پولیس اسٹیشن پر بھجوا دیا۔ جہاں وہ حالات
 میں بند کر دیا گیا۔ داروغہ رتن خود موقع سے ایک دم سیٹھ بھی نہیں ہٹے۔ انکو امید تھی کہ شاید جارجاٹ
 اتر جانے کے بعد ریت میں سفیدی کی گندگی کا کچھ پتہ چل سکے۔ داروغہ صاحب دین پر موجود رہے۔
 اور جب باقی اتر گیا تو انھوں نے ریت میں کوئی سراغ رسانی کا ذریعہ تلاش کرنا شروع کیا اور آخر
 انکو ایسی سخت بین کامیابی ہوئی۔ اور جو چیزیت کی تلاش سے بعد باقی گئی۔ وہ سفید کا وہی سیاہ کوٹ
 تھا۔ جسکو وہ اسوقت پہنے ہوئے کھڑکی سے نظر آیا تھا۔ جب کلکٹوم سڑک پر گاڑی کی تلاش کی
 جارہی تھی۔ اچھا حکیم صاحب کیا آپ قیاس فرما سکتے ہیں کہ اُسکی جیبوں میں کیا ہوگا۔
 میں۔ میرا قیاس کام نہیں کرتا۔

مان نیچے جو کہ اس کے بالکل میں آبادہ کوٹ ہی تھا۔ لیکن پھینکنے سے بیشتر اسکو قدر اسکا خیال آیا ہوگا
 کہ کوٹ بھلی چیز ہے۔ پانی میں تیرتی رہ سکی۔ اسلئے اسے کوئی تندرست سوچنی پڑی ہوگی۔ لیکن وہ وقت
 اطمینان کا نہیں تھا کہ کوئی تندرست ایسی طرح سوچتا جائے بلکہ اسکو بہت غمت سے کام لینا تھا کیونکہ
 کلکتہ میں کم دوڑتی ہوئی رینوں کے آہی چلی تھی اور ایک شور مچا رہی تھی۔ ہیٹنگ کوخون پیدا ہوا ہو گا
 کہ کہیں اسانہ کو در کرے میں کوئی شخص ادھر آجائے اور میں گرفتار کر لیا جاؤں۔ پس اُسے
 اپنی دن بھر کی کمائی اپنی جان بچانے کے لئے کوٹ کی جیلوں میں بھر دی ہوئی تھی تاکہ اس کے وزن سے
 کوٹ دریا میں گرتے ہی ڈوب جائے۔ وہ یقیناً دوسرے کپڑوں کو بھی اسی طرح دریا میں ڈال دیتا
 لیکن اسکو اتنا موقع نہ ملا کیونکہ کلکتہ میں جو اتنا ہنس زیادہ پریشان تھی وہ داروغہ پولیس اور سپاہیوں
 کے بالاخانہ پر جا بوجہ ہوئی۔ اسلئے ہیٹنگ کو حلقہ سے جلد کپڑے پڑے کے نیچے چھپا دینے پڑے۔
 وطن۔ ہان۔ یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔

ہمام۔ ہان قرین قیاس سے اور جب تک نیچے اس سے بہتر طریق استدلال نہ مل جائیگا۔ میں
 اس سے اپنے مسئلہ کی عقدہ کشائی کرنے کی کوشش کر رہا تھا یہ تو آب و ہوا میں جکے ہیں کہ پولیس والوں
 نے ہیٹنگ کو گرفتار کر کے حوالات میں لیا کر بند کر دیا۔ لیکن یہ سوال پیش تھا کہ آخر اس کو ساہم
 عائد کیا جائے۔ وہ مدت سے بھیک مانگ کر اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ اسلئے اسکی زندگی بالکل حلقہ
 اس معاملہ میں مجھے چند باتیں ثابت ہو چکی ہیں۔ اول یہ کہ اگر ہیٹنگ نے سعید کو کھڑکی سے
 دریا میں پھینکا تو اس کو سعید سے کیا پرغاش تھی۔ یا اُسے ایسا اور کس غرض سے کیا۔ دوسری
 بات یہ ہے کہ سعید جانڈو خانہ کے بالاخانہ پر کیا لینے گیا تھا۔ اور پھر اگر گیا تو وہاں اُسے کیا حادثہ پیش
 آیا۔ اگر یہ مقدمہ بظاہر مجھے بہت آسان نظر آتا ہے۔ لیکن مجھ کو اپنی زندگی میں کبھی ایسے مقدمہ پر نظر
 کرنے موقع نہیں ملا۔

حقوق ہمام یہ واقعات بیان کر رہا تھا ہم موقع لی کے باہر دوسرے اجازتوں اصرعات سے
 گزر رہے تھے۔ اُسے گزر کر ہمارے سامنے ایک اور گاؤں آباد تھا جہاں چرائون کی روشنی نظر آ رہی
 ہمام۔ حکم صاحب کیجئے اسوقت ہم موقع لی کے حد دو میں ہیں اور وہ روشنی جو درختوں کی آڑ سے نظر
 آ رہی ہے محلہ سردار کے چرائون کی روشنی ہے۔ یہ باتیں کرتے
 کرتے ہم محلہ سردار میں اُس مکان کے پاس پہنچے جس کی کھڑکی میں چراغ
 روشن تھا۔ اور جبکہ ہم دوسرے دیکھتے چلے آ رہے تھے۔

ہمام - دیکھئے کھڑکی میں چراغ کے پاس جو عورت بیٹھی ہوئی ہے وہ سمید کی بیوی کلثوم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیچاری گاڑی کی کھڑکھڑاٹ سنکر اپنے عزیز شوہر کی خیریت دریافت کرنے کے لیے کھڑکی میں پیشتر ہی سے آکر ٹپکھ گئی ہے۔

عین - آخر آپ بیان کیوں قیام فرماتے ہیں اور ایک پریشان مظلوم کو تکلیف دیتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ اپنے مکان پر قیام کر کے مقدمہ کی تحقیقات کیجیے۔

ہمام - عین ایسا نہیں ہے۔ ہمارے بیان قیام کرنے سے کلثوم کو کسی قسم کی تکلیف کے علاوہ انتہا کی راحت ہے کیونکہ اسکو اپنے شوہر کے متعلق ہماری وجہ سے حال معلوم ہوتا رہتا ہے۔ اسکے علاوہ مجھے یہ بھی امید ہے کہ بیان قیام کر کے مجھے اس معاملہ میں زیادہ کامیابی ہو سکیگی۔

واٹس آج مجھے کلثوم سے ملنے ہوئے بڑی شرم معلوم ہوئی ہے۔ کیونکہ اسکے شوہر کے متعلق میرے پاس کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔

ہم دونوں آدمی اس مکان کے قریب پہنچے، جس میں کلثوم کھڑکی پر بیٹھی تھی۔ ایسے بیٹھی ہوئی تھی جیسے ہی ہم نے گاڑی رد کی ایک سائیس کار کا دوڑنا دیکھا اور ہمارے کھڑکے کی باگ ختام لی ہم لوگ آتر پڑے اور دروازے کی طرف چلے کلثوم ہمارے خیر مقدم کے لیے پیشتر ہی سے دروازہ ہلائی تھی۔ اسوقت اس بیچاری مظلوم کی عجیب حالت تھی۔ بجار اسکے اس کے حسین چہرہ پر جرات کے خوشنما رنگ کی جھلک ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ زعفران لایا گیا ہے وہ مجسمہ یاس و حسرت تھی۔ امید ہم کا دھواں اسکے منہ پر بھاپا ہوا تھا۔ گولہ کی حالت میں وہ خاموش عورت دروازہ پر کھڑے ہوئے کھڑکی تھی۔ اسکا ایک نازک ہاتھ دروازے پر تھا اور دوسرا اس انداز سے اٹھکھٹکھا کہ گویا وہ پوچھنے پوچھنے رہ گئی۔ ہمام میرے آگے تھے۔ اور میں انکے پیچھے تھا۔ ابھی تک کلثوم نے صرف ہمام کو دیکھا تھا اور اسکی نظر بھی کہ دیکھنے اور اسکے عزیز شوہر کے متعلق کیا اچھی خبر سناتا ہے۔ لیکن جیون ہی اسکی نظر مجھ پر پڑی تو اسکے متوجش دماغ نے چند لمحوں میں زبانی کئے انکے بات پیدل کیے۔ پیشتر سے سوچا ہوا کہ یہ دو آدمی کون ہیں اور وہ کون سی اسے بہ خیال آیا ہوگا کہ ہمام ان معاملات میں نہایت ہی تجربہ کار آدمی ہے اور ہمیشہ کامیابی کا سہرا انکے سر پر ہے۔ پھر اسلئے اُسے یقین ہو گیا ہوگا کہ ہمام اُسکی پیارے سمید کو موت کی گھاٹی سے کھینچ لایا۔ اسپر میری رفتار اور تند و تازت نے جو سمید سے ملتی چلتی تھی اور جو غضب کیا۔ اسکے امید ہم وجہات کے تحت نہ ہونے والی خوشی میں تبدیل ہو گئے اور ہمام کو مبارکبادی دیتے ہوئے اسکے منہ سے جھجھکی نکلی۔ اسکا دھواں منہ کھلا گلاب کے پھول کی طرح شگفتہ ہو گیا۔ سیاہ اور بڑی بڑی آنکھیں فرط محبت سے چلنے لگیں۔ نازک ہونٹوں پر

شکر است آگئی۔ اور کیا رگی تمام انداز بدل گئے۔ لیکن ہائے آنا فانا اس محسوس غلو پر حسرت و یاس کی بھری جل گئی۔ منہ سوکھ کر چھوٹا سا رہ گیا۔ اور آنکھوں میں آنسو ڈب دیا آئے۔ کیونکہ اس نے مجھے اچھی طرح دیکھ کر معلوم کر لیا کہ ہمارا دوسرا ساتھی تنہا نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ آخر کار اس نے نہایت ضبط سے کام لیکر ہمارے مخاطب ہوئی۔ اور کہا کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔

ہمارا۔ کوئی نہیں۔

کلثوم۔ کوئی بڑی خبر ہو

ہمارا۔ بڑی تو کوئی نہیں ہے۔

کلثوم۔ خیر خدا کا شکر ہے جو وہ کر گیا وہی ہو گا۔ اچھا آپ اندر تشریف لائیں۔ آج بہت تھکے ہو گئے۔ کیونکہ کام کر کے گزرتے دن گزر گیا۔

کلثوم۔ ان غریب تواریک تعریف کیجیے۔

ہمارا۔ یہ ہمارے دوست حکیم واقعی صاحب ہیں۔ آپ کی ذات بابرکات سے مجھے ایسے معاملات میں بڑی مدد ملتی رہتی ہے۔ آپ ہمارے اوپر بہت مہربانی فرماتے ہیں۔ آج خوش قسمتی سے آپ مجھے مل گئے اور یہاں ہمارے ساتھ آنے کی تکلیف گوارا فرمائی۔

کلثوم۔ (میری طرف مخاطب ہو کر) خادمہ آنجناب کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئی۔ میں آپ کی مخالفت کی مشکور ہوں۔ اور آپ کی خوش اخلاقی سے مجھے امید ہے کہ اگر مجھ سے آپ کی عمارت میں تعصیر ہو تو آپ میری حالت اور وقت پر غور فرما کر مجھے مدد و خیال فرمائیں گے۔

میں۔ میری خدمت میں آپ کیسی باتیں کرتی ہیں۔ اول تو میں ایک غریب سپاہی ہوں۔ دوسرے اگر میں بالفرض کوئی بڑا آدمی ہوتا جب بھی کیا میں ایسا بیوقوف ہوں کہ مجھے آنجناب کے وقتی حوادث کا خیال نہ ہوتا آپ کے لئے منزلت کا کوئی موقع نہیں اور میں آپ کا خادم ہوں۔ جو کچھ میرے مکان میں ہو گا کہ میں اُنھیں نہ دیکھوں گا۔

سم دو فون آدمی اندر داخل ہوئے اور کلثوم کو بیکار ایک آراستہ کمرہ لگائی۔ وہاں اُس نے دسترخوان پر کھانا پیش رکھا تھا کھانا کھانے سے پیشتر وہ ہمارے کمرے میں گھٹی ہوئی اور کہا۔

کلثوم۔ میں آپ سے ایک سوال پوچھتی ہوں۔ آپ مہربانی کر کے اسکا صاف صاف جواب دیجیے۔

ہمارا۔ ہاں ہاں آپ ضرور دریافت فرمائیں۔

کلثوم۔ آپ اسکا مطلق خیال دفرمائیں کہ آپ کے جواب سے میرے اوپر کیا اثر ہو گا۔ میں صرف یہ جانا چاہتی ہوں

کہ رائے کیا ہے۔

ہمام۔ کس بارے میں۔

کلتوم۔ آپ ذرا غور فرما کر اپنی رائے سے مجھے مطلع فرمائیں کہ کیا آپ خیال فرماتے ہیں کہ وہ بہروز زندہ ہیں۔
ہمام نے اس سوال کا جواب دینے میں ذرا تاہل کیا کلتوم نے یہ دیکھ کر اس سے زیادہ تاکید کے ساتھ اپنے سوال کو دہرایا۔ اور کہا کہ آپ مطلقاً تاہل فرمائیں۔

ہمام۔ میری خدمت میں اس کے متعلق کیا عرض کر سکتا ہوں۔ دراصل میرا قیاس اس پر کچھ کام نہیں کرتا۔
کلتوم۔ اچھا کیا آپ یہ خیال فرماتے ہیں کہ وہ حالِ خواستہ زندہ نہیں ہیں۔

ہمام۔ ہاں میرا تو یہی خیال ہے۔

کلتوم۔ کیونکر کیا وہ مقتول ہوئے؟

ہمام۔ شاید ایسا ہی ہوا ہو۔ لیکن میں کہہ نہیں سکتا۔

کلتوم۔ اچھا اگر ایسا ہی ہوا تو کس روز ہوا؟

ہمام۔ دو شنبہ کے روز۔

کلتوم۔ اچھا جناب مہربانی کر کے آپ مجھے یہ سمجھا دیں کہ یہ خط مجھے آج کیوں ملا۔

ہمام۔ اپنی کرسی پر سے اُچھل پڑا۔ اور تعجب آمیز لہجہ میں بولا۔ کیا اخطار؟

کلتوم نے ہاتھ میں ایک خط پکڑا اور بد نظموں پر خوشی سے مسکرا کر اس کی گتھی کٹی۔ اُس نے ہمام کے

تعجب آمیز سوال میں بجائے جواب کے خط پیش کیا۔ اور کہا یہ آج ہی ملا ہے۔

ہمام۔ اچھا ایسے میں اُسے ذرا دیکھوں تو۔

کلتوم۔ لیجئے۔

ہمام نے کلتوم کے ہاتھ سے جلدی کے ساتھ خط کھینچ لیا۔ اور میرا اس کی شانوں کو برابر کر کے لیمپ کے

قرب لایا۔ ہمام غور سے خط دیکھنے لگا۔ میں بھی اپنی کرسی سے اُٹھ پڑا۔ اور ہمام کے پیچھے کھڑا ہو کر خط

دیکھنے کے لیے جھک گیا۔ لفظ کا غرض مجھ سے تھا۔ اور اُس پر کسی روشنی میں لکھی ہوئی تھی۔

ہمام نے خط پڑھتے ہوئے آہستہ سے کہا کہ بڑی بھاری تحریر ہے۔ یہ سونید کے ہاتھ لکھا ہوا نہیں ہے۔

کلتوم۔ اچھا اگر یہ تحریر اُن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نہیں ہے تو نہ سہی۔ لیکن جو چیز اس کے اندر لکھی ہوئی وہ تو ضرور

اُنہیں کی ہے۔

ہمام۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے یہ لکھا ہے اُس کو پتہ ہو چھنے کے لیے اپنی جگہ سے ہٹنا پڑا ہے۔

کلمہ سوم۔ یہ بات آپ کو یاد کر سکتے ہیں۔

ہر امر بہ تو صاف ظاہر ہے۔ دیکھئے نام تو بالکل صاف لکھا ہوا ہے اور اسکی روشنائی بھی تیز ہے لیکن
بقیہ یہ لکھی روشنائی کا لکھا ہوا معلوم ہوا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ لکھنے والے کو یہ راپہ معلوم نہیں تھا۔
اسنے پیشتر نام تو لکھا لیکن بقیہ پیر ریافت کرنے کے لیے اپنی جگہ سے دوسری جگہ لکھا صرف نام لکھنے
کے بعد پیر پوچھنے کے لیے منظر لکھا۔ اور معلوم ہو جانے کے بعد اسنے پیر لکھا گیا۔ اسنے بعد پیر لکھا گیا
اسنے بقیہ پیر کا رنگ جو تازہ لکھا ہوا تھا جذب ہو کر لکھا ہو گیا۔ اور نام جو پہلے لکھا ہوا تھا جذب
لکھانے سے اسپر کچا اثر نہیں ہوا اور اسطرح صاف رہا۔ اچھا آئیے نفاذ دیکھا جائے۔ جب اسکے اندر
کوئی چیز رکھی ہوئی تھی۔

کلمہ سوم۔ جی ہاں ایک انگوٹھی تھی۔ اسکی ٹہر لکھی انگوٹھی تھی۔
ہام۔ اچھا بگڑ صاحبہ کیا آپ کو اچھی طرح یقین ہے کہ یہ قرآن پاک کے خاوندوں کی لکھی ہوئی ہے۔
کلمہ سوم۔ جی ہاں انشا ایک انشا یہ بھی ہے۔

ہام۔ اسنے کیا منی۔

کلمہ سوم۔ مطلب یہ ہے کہ جب وہ خط شکست میں خط لکھتے ہیں تو انکا خط معمول سے دوسرے انشا
میں ہوا جاتا ہے لیکن مجھے اچھی طرح یقین ہے کہ یہ انھیں کا لکھا ہے۔
اس خط کا مضمون یہ تھا۔ محمد راز عزاد جان۔ ملکا فکر کرو۔ انشا اللہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔
مجھ سے ایک بڑی غلطی ہوئی ہے جسکی تلافی کے لیے کچھ مدت درکار ہے۔ صبر و استقامت سے یہی
منتظر رہو۔ سید۔

ہام۔ اچھا خط تو پیل سے لکھا گیا ہے۔ یہ بات بھی ہے کہ آج ہی ڈاک سے چھوڑا گیا ہے۔ اور آج
ایسے آدمی نے ڈاک میں چھوڑا ہے جسکا انگوٹھا ایسا تھا۔ اگر میں غلط نہیں کر رہا ہوں تو یقیناً خط چھوڑا
وہاں تک کہ پیل سے لکھا گیا ہے۔ اور لکھنے والا اگر چہ پکا یا گیا ہے۔ اچھا بگڑ صاحبہ تو آپ کو یقین ہے کہ
یہ آپ کے شوہر کی تحریر ہے۔

کلمہ سوم۔ جی ہاں مجھے اچھی طرح یقین ہے۔ کہ یہ قرآن سوائے اُنکے اور کسی کی نہیں ہے۔

ہام۔ اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ خط آج ہی ڈاک میں چھوڑا گیا ہے۔ اب مسئلہ کی اہمیت کم ہوئی
نظر آتی ہے۔ حالانکہ میں یہ عرض نہیں کر سکتا کہ خط بالکل مٹا رہا۔

کلمہ سوم۔ کچھ بھی ہو۔ وہ انشا اللہ زندہ اور بخیر رہیں۔

ہمام۔ ہاں میری سچائی ہی آپ ہے بشرطیکہ یہ کام کسی فضا باز عیار کا نہیں ہے۔ انگوٹھی کی نسبت
تو یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ شاید کسی نے آگے ہاتھ سے نکال لی ہو۔
گلشوم۔ نہیں مگر نہیں۔ یہ انکی مادھرت انگلیں کی تحریر ہے۔
ہمام۔ بلکہ سی جب بھی یہ خیال ایک حد تک صحیح ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے انھوں نے خط و شبہ ہی کو
الکھا ہوا۔ اور آج ڈاک میں ڈال گیا ہو۔

گلشوم۔ ہاں یہ ممکن ہے۔
ہمام۔ اگر یہ ممکن ہے تو بت سی باتیں ممکن ہیں جو مایع مانبد وقوع پذیر ہوں۔
گلشوم۔ جناب آپ مجھے مایوس نہ کریں۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میرا عزیز شوہر زندہ اور بخیریت ہو۔
میرے دل کا تعلق اس کے دل کے ساتھ ایسا اسٹوپی نہیں ہے کہ اس کے اوپر کوئی سخت مصیبت پڑے۔ یا
خدا نخواستہ کوئی ایسی حادثات پیش آئے تو مجھے معلوم نہ ہو جائے۔ دیکھئے۔ دیکھئے اس روز جب میں نے
اکو دیکھا تھا مجھے فوراً معلوم ہو گیا تھا کہ میری کوئی مصیبت ہے۔ اور اس لیے میں پریشان ہو کر لاٹھانے پر
چڑھنے کے لیے دوڑ گئی۔ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ مجھے ایسی بات تو محض قیاس سے معلوم ہو جائے
اور ایسا اس حادثہ میرے اوپر کوئی اثر نہ کرے۔ وہ قدر زندہ اور بخیریت ہیں۔

ہمام۔ میں اسے تو معلوم نہیں کر سکتا کہ ایک عورت کے قیاسات اس قدر معتبر ہو سکیں۔ بہر حال اگر
میں یہ مان لوں کہ وہ زندہ ہیں تو پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ وہ آپ سے جبراً یوں وہ آپ کے پاس کیوں نہیں آتی۔
گلشوم۔ اس پر میرا قیاس کام نہیں کرتا۔

ہمام۔ کیا وہ شبہ کو چھوڑ دقت انھوں نے آپ سے کوئی بات کہی تھی۔
گلشوم۔ کچھ نہیں۔

ہمام۔ آپ انکو بلا لانا پر دیکھ کر بہت متجب ہوئی تھیں۔

گلشوم۔ بیشک جھکو اتھا اور جب کی حیرت ہوئی۔

ہمام۔ کیا نظری کھلی ہوئی تھی۔

گلشوم۔ ہاں۔

ہمام۔ انھوں نے شاید آپ کو چکا رہا بھی ہو۔

گلشوم۔ ممکن ہے۔

ہمام۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے ایک تفریاری۔ لیکن کوئی خاص لٹاؤ انکی زبان سے مفہوم نہ ہوئے

گٹھوم۔ ہاں ایسا ہی ہوا۔

ہمام۔ تو آپ نے یہ خیال کیا ہو گا کہ وہ مرد چاہتے ہیں۔

گٹھوم۔ ہاں میری بھی سمجھ میں آئی۔ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو حرکت دی۔ غالباً انھوں نے اشارہ کیا ہو گا کہ ہمام ایکسٹریکٹن ہے کہ انھوں نے استاد کے لیے جینج نہ ماری ہو بلکہ تعجب سے کیونکہ آپ کا ادھر سے جاننا معلوم کر کے غلط تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے انھوں نے بے ساختہ ہاتھ اٹھا دیے ہوں۔ جس کو آپ نے یہ تصور کر لیا ہو گا کہ انھوں نے اشارہ کیا۔

گٹھوم۔ یہ بھی ممکن ہے۔

ہمام۔ اور آپ نے خیال کیا تھا کہ انکو کسی نے پیچھے سے کھینچ لیا۔

گٹھوم۔ ہاں مجھے میں معلوم ہوا کیونکہ وہ بہت جلد غائب ہو گئے۔

ہمام۔ ممکن ہے کہ وہ پیچھے کی طرف جلدی سے کودے ہوں۔ آپ نے اور کسی کو تو کمر میں نہیں دیکھا تھا۔

گٹھوم۔ اور کوئی بھی وہاں نہیں تھا۔ ہاں یہ نگراں خیر نہیں لگتا اسکا مقصد کہ میں یہاں موجود تھا۔ اسکے علاوہ ہمارا شہر نہیں نہ ہونے کے پاس کھڑا تھا جسے مجھے اور بڑھنے سے روکا تھا۔

ہمام۔ بالکل ٹھیک۔ اچھا ہمارا آپ کو یاد ہے آپ کا شوہر اپنا صرف کوٹ پہنے ہوئے تھا۔

گٹھوم۔ جی ہاں لیکن ان کے کوٹ میں کالریاں لٹائی کچھ نہیں تھیں۔ اور کھجکوا بھی طرح یاد ہے کہ میں نے ان کا کھلا ہوا کلا دیکھا تھا۔

ہمام۔ کیا انھوں نے آپ سے کبھی جائیداد خانہ کے متعلق گفتگو کی تھی۔

گٹھوم۔ کبھی نہیں۔

ہمام۔ انکی حرکات و سکنات سے یہ تو نہیں معلوم ہوتا تھا کہ انکو ایفون نوشی کا شوق ہے۔

گٹھوم۔ نہیں نہیں انکو ایفون کی بات کبھی نہیں لگی۔

ہمام۔ اچھا بیگم صاحبہ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ تکلیف کر کے اتنی دیر میرے سوالات کے جوابات دیتی رہیں۔ مجھے انے معلوم ہوئی کہ اشد ضرورت تھی۔ اب ہم کچھ کھانا پکائیے۔ اُس کے بعد سو رہنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ کل میں بہت کچھ کرنا ہے۔

سید کی بیوی نے ہم دونوں کے لیے ایک میلوہ کرے میں دو بستر تیار کر دیے تھے۔ میں چونکہ زیادہ جاگتے رہنے کا عادی نہیں ہوں۔ اسلئے کمرے میں پونچھے ہی اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ اور چار اوڑھلی لیکر ہمام پریشہ سے اسکا عادی تھا کہ جب اسکو کوئی اہم مسئلہ حل کرنا ہوتا تھا۔ تو وہ کئی کئی دن اور کئی کئی راتیں

کچھ جاگ کر گزار دیتا تھا۔ اسلئے ہمارے وہ لیٹ رہنے کے بعد نہایت اطمینان سے بیٹھ کر سو جاتا۔ اس کے
 بعد کمرے تمام گندے اور کچے ایک جگہ جمع کیے اور بہت موٹا بستر لگایا۔ میں نے یہ انتظامات دیکھ کر سوچا کہ ہام
 آج رات بھر جاگنے کی فکر کر رہے ہیں چنانچہ وہ نہایت آرام سے اُسپر پڑ پڑ کر کھڑکھڑاٹھ گئے اس سے بہتر
 اپنے پاس ایک دیسلانی کی ڈبیہ اور چرٹ والا آؤٹسیرسٹ کو رکھ لیا تھا۔ پس انھوں نے پنا شروع کیا جب تک
 ہم جاگتے رہے چرٹ اُسکے ٹھہرین دبا ہوا پایا۔ اسکے بعد بھی وہ پیتے رہے۔ لیکن میں سو گیا۔ اور آرام سے
 رات بھر سو تا رہا جب بالکل صبح ہونے لگی تو میری آنکھ کھل اور میں نے تمام کمروں میں چرٹ کا دھوان بھایا
 ہوا دیکھا ہمام کے کمرے میں ایک اسی طرح چرٹ دبا ہوا تھا اور نہایت غور سے ایک طرف دیکھ رہے تھے۔
 معلوم ہوتا تھا کہ کسی اہم مسئلہ کی اپنی عادت کے موافق عقدہ کشائی کر رہے ہیں۔ مجھے جانتا ہوا پارک ہمام نے کہا
 صبح صبح مع انجیلیم صاحب جاگ پڑے۔

میں بھی بان خواب۔

ہمام۔ کیسے چلنے کا ارادہ ہے۔

میں۔ ضرور۔

ہمام۔ تو بھر اٹھئے ابھی گھر میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ لیکن مجھے صعیل کے سائیس کا کہہ معلوم ہے۔ آپ اپنے
 کپڑے پہنیئے۔ میں کپڑے پہننے لگا۔ اُسوقت سوا چار بجے کا وقت تھا اور درہل کوئی شخص گھر میں سے سوکر
 نہیں اٹھا تھا چھت چار لاک ہمام اٹھا اور باہر چلا گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ سائیس کو جگانے گیا ہے۔ ابھی میں
 اپنے کپڑے پہن رہی تھی کہ میں چپکا ہمارا ہمام واپس آیا۔ اُسوقت اسکے چہرہ پر بدبختی روز گذشتہ کے کہیں زیادہ
 رونق تھی۔ آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اور جسم میں فطرت سے جستی کا اندازہ ہوتا تھا۔ اُسنے ہماری نظر
 مخاطب ہو کر کہا۔

ہمام۔ حکیم صاحب امین شک نہیں کہ آپ اس وقت لندن کے بیوقوف ترین شخص کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں
 لیکن میں اتنا دور کہو گا مجھے اس اہم مسئلہ کی کئی مل گئی ہے۔ میں نے مسکرا کر کہا کہ حضرت وہ کبھی مل گئی ہو
 میں نے مسکرا کر کہا کہ حضرت وہ کبھی نہ ملے گا۔

ہمام نے میری طرف دیکھا چونکہ میں منہس رہا تھا۔ اسلئے اُسنے کہا کہ شاید آپ اسکو مذاق سمجھ رہے ہیں
 عین۔ میں مذاق نہیں کرتا۔ میں یہ کتنی ابھری غفل خانہ سے لایا ہوں۔ اور نہایت احتیاط کے ساتھ
 میں نے اسکو اپنے لیزرکس میں بند کر کے رکھ لیا۔ کٹاڑی تیار تھی۔ ہمام نے سائیس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ
 ”وہ کٹاڑی تیار ہوئی دیکھو ابھی میں چکر دیکھتا ہوں کہ میری اس کٹی سے اس مسئلہ کا افعال کیا ہے یا نہیں۔“

ہم دفن آدمی نہینے سے بہت جلد اترے۔ مسکند پر ہماری گاڑی تیار کھڑی تھی۔ اور سائیس بھی موجود تھا۔ ہم دونوں آدمی سولہ ہوئے اور گاڑی چلی۔ ابھی سویرا ہی تھا اور ٹھیک پر سوائے چنیل گاڑیوں کے جس پر گاڑی چلی ہوئی تھی۔ باہل صاف تھی۔ اور ہم لنگھنے کی طرف بڑی تیزی سے چلے جا رہے تھے۔ ہمارے گھوڑے کو سرسٹ بچھایا۔ اور ہماری طرف مخاطب ہو کر کہہ کر اس سلسلے میں عجیب حدتیں پیش آئیں۔ یہ تو باہل صاف تھا۔ لیکن میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں بالکل اندھا تھا کہ ایسی معمولی بات پر نظر نہ لگتی۔ خراب تھی۔

ہماری گاڑی لندن کے قریب پہونچ گئی۔ ابھی دیاہ دن نہیں چڑھا تھا۔ لوگ سو سو کر اٹھے تھے۔ ہم نے پولیس سٹیشن کی طرف گاڑی بڑھائی۔ اور وہاں پہونچ کر گاڑی روک دی۔ دوکانسٹبل دروازہ پر موجود تھے۔ انھوں نے ہمارے کو پہچانا اور سلام کیا۔ ایک سپاہی ہمارے گھوڑے کی نگاہم کھینچی اور دوسرا سپاہی ہمارے آگے اندر لگ گیا۔ ہمارے پوچھنے کا اسوت کون ٹھیک کر رہے۔ سپاہی نے جواب دیا کہ اسوت دار وہ بادل ڈھونڈ کر پہن۔ دار وہ صاحب اطلاع پا کر فوراً آئے ہوتے۔

پہام۔ اٹھا۔ دار وہ صاحب مزاج تو اچھے ہیں۔ میں نے آپ کو بڑی تکلیف دی۔ کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں۔

بادل۔ -- ہاں ہاں جناب نہایت خوشی سے ارشاد فرمائیں۔ آئیے میرے کمرے میں تشریف لائے۔ دار وہ صاحب کا کہہ گیا ایک چھوٹا سا دفتر تھا جہاں پولیس کے کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ دار وہ بادل ایک اسٹول پر بیٹھ گئے اور کہا کہ۔

بادل۔ جناب میں جو خدمت کر سکی لائق ہوں مجھ سے خوشی سے لی جائے۔

پہام۔ میں ہینگن نامی فیکر سے ملنا چاہتا ہوں جو سعید کی گم شدگی کے بارے میں مجرم قرار دیا گیا ہے۔

بادل۔ -- جی ہاں وہ بیان حالات میں موجود ہے۔ ابھی اور تفتیش کرنی ہے۔

پہام۔ یہی میں نے بھی سنا ہے۔ تو وہ یہاں موجود ہے۔

بادل۔ -- جی ہاں حالات میں تبدیل ہے۔

پہام۔ اچھا وہ فاکسٹی سے رہتا ہے آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں دیتا۔

بادل۔ -- نہیں نہیں وہ کوئی تکلیف تو نہیں دیتا۔ لیکن وہ نہایت میلاد آدمی ہے۔

پہام۔ کیا بت لکھ۔

بادل۔ -- اتنا غلط آدمی ہے کہ ہم لوگ مشکل تمام اسکو صرف ہاتھ دھونے پر مجبور کر سکے ہیں لیکن

اسکا چہرہ بالکل سیاہ ہے۔ منہ دھونے پر اسے بالکل ہلکا کر دیا ہے جب اسکے منہ کا فیصلہ ہو جائیگا
 ورنہ جیلنا نہ بھیج دیا جائیگا تو اسکو جیلخانہ کے قاعدہ کے موافق روزمرہ غسل کرنا پڑیگا جسوقت آپ اسے
 دیکھیں گے اسوقت آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ میں کتنا فصیح کلام کہہ رہا ہوں۔
 بہام۔ اسکو دیکھنے کا مجھے لڑا سون ہے۔

بادل۔ اچھا آپ اسکو دیکھنا چاہتے ہیں بہتر ہے آئیے۔ آپ اپنا لیدر بکس چاہے اسی جگہ رکھ دیجئے
 بہام۔ بہتر ہے۔ لیدر بکس ساتھ رکھنے کی اسضرورت ہو۔

بادل۔ ہاں ہاں آپ اپنا بکس اپنے سہارہ رکھیے۔ آپ مرے ساتھ تشریف لائیے۔
 داروغہ بادل ہم دونوں کو حوالات کی کوٹھری کی طرف بھیگن کو دکھانے کے لیے لے گئے۔ اور اشارہ
 سے بتا دیا۔

بھیگن اسوقت بڑے مزہ میں پڑا سو رہا تھا۔ بہام جہاں کے دیکھنے کا بڑا مشتاق تھا اسکو جہاں کے
 دیکھنے لگا۔ اسوقت اس بندے کا منہ ہاری حرت تھا۔ جیساکہ داروغہ بادل نے بتایا تھا اسکو
 زیادہ ثابت ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اسے منہ پر سیاہی ایسی لگی ہے۔ ایک زخم چرومچو رہا ہے۔ اور
 اسے اترے ہوئے کا ایک حصہ اوپر کی طرف چڑھ گیا تھا جس سے تین دانٹ باہر کی طرف نکلے ہوئے
 تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی پر دانت نکال رہا ہے۔ تمام بدھوتی کے سامان حیات تھے۔ اور وہ
 گہری نیند سو رہا تھا۔

بادل۔ دیکھتے دیکھتے جیبن ضرورت ہو۔
 بہام۔ ماشاء اللہ۔ اسکو غسل کی اشد ضرورت ہو۔ مجھے خیال ہوا تھا کہ شاید اسکو غسل کی ضرورت
 پڑے۔ لیکن اسکو دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا کہ میرا خیال نہایت درست تھا۔ اور اپنے خیال کے بموجب میں
 اسکا سامان بھی لایا ہوں۔

یہ بکسر کام نے اپنا لیدر بکس کھولا۔ اور میری طرف دیکھ کر کہتے ہوئے ایک بڑا بھالی اپنی جگہ
 درجہ سے کھاکر حکم صاب آپ نے کچی دیکھی۔

بادل۔ ماشاء اللہ آپ بڑے طریقہ الطبع شخص ہیں۔
 بہام۔ میں آپ کا نہایت مشکور ہوں گا۔ اگر آپ مہربانی کر کے اسکی کوٹھری کھول دیں گے۔ دیکھیں میں
 کچھ سکانے ایک عزیز شکل پیش کئے دیتا ہوں۔

بادل۔ ہاں ہاں جناب لیجئے میں ابھی کھولے دیتا ہوں۔

داروغہ بادل نے دفتر سے کچھ جان سنا کیں۔ اور کوٹھڑی کے قفل میں لٹکا کر دروازہ کھول دیا۔ ہم دونوں آدمی نہایت آہستگی سے حوالات کی کوٹھڑی میں داخل ہوئے۔ ہمارے ایک گھرے میں اسپینچ بھاگ دیا۔ سپینچن باسوقت گری بنیڈ میں سو رہا تھا۔ اُسکو یہ تمام کارروائیاں کچھ نہ معلوم ہو سکیں تھیں۔ اسنے سوتے ہی میں کوٹھڑی لی۔ لیکن پھر دوبارہ اپنی اصل حالت میں سو گیا۔ ہمارے وہی بھیکاروں سپینچ دوسرے زور سے اُسکے تمام چہرہ پر ملا اور دھویا۔ اور بادل سے تعجب انگیز لہجے میں چلا کر کہا کہ آئیے داروغہ صاحب میں آپ کا تعارف جناب سعید صاحب سے کرادوں۔

انہی زندگی میں میری نظر سے ایسا واقعہ کبھی نہیں گذرا۔ سپینچن گنگا کر کے بجائے وہاں سعید صاحب جلوہ فرما تھے۔ وہ بد صورتی جسکی وجہ سے خواہ مخواہ طبیعت متعفن ہوتی تھی۔ وہ زخم جس سے تمام چہرہ پر آرا لال لال گوشت رکھا ہوا تھا اور تین دانت دکھائی دیتے تھے۔ وہ گندے بال جو اس خیر کی عجیب ہیئت بنا دیتے تھے اسپینچ کے رگڑتے ہی یہ تمام خرابیاں جاتی رہیں۔ اور اچھا خاصہ رنگ نکل آیا۔ چونکہ ابھی بنیڈ کا اثر باقی تھا۔ اسلئے تھوڑی دیر تک تو وحش حالت میں سرنگون بیٹھا رہا۔ چہرہ سے شرم کے آثار نمایاں تھے۔ جب بنیڈ کا اثر جا آ رہا اور اُسکو اصل واقعات کا احساس ہوا۔ تو تسبیح جو چند منٹ پیشتر سپینچن تھا زار زار رونے لگا اور اپنا منہ تکیہ پر رکھ لیا۔

بادل۔ اللہ اکبر تمام عمر میں ایسا کبھی نہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ یہ تو وہی گم شدہ آدمی ہے۔ میرے پاس سے روٹو پیشتر سے رکھا ہوا ہے۔ امدین اسکے بچانے میں غلطی نہیں کر سکتا۔

سعید۔ خیر کچھ بھی ہو۔ مجھے یہ بتا دیا جائے کہ میں حراست میں کیوں رکھا گیا ہوں۔

بادل۔ تم نے سعید کو نائب کر دیا ہے اسلئے تمکو حوالات میں رکھا گیا ہے۔ مجھے پولیس کی لاوت میں ۲۰ سال ہوئے ہیں لیکن ایسا شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا۔

سعید۔ اگر یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ میں ہی سعید ہوں تو یہی مجھے کس بنا پر قید کر لیا گیا ہے۔ اسی حالت میں صاف ظاہر ہے کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ اسلئے میں قانونی ضابطہ کے خلاف قید کیا گیا ہوں۔

ہمام۔ اس میں شک نہیں کہ تم نے کوئی جرم نہیں کیا لیکن تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ سعید تم نے اچھا نہیں کیا۔ کہ اگر کم متعین یہ چاہیے تھا کہ اس بے خطا غریب کو یہی پر اعتماد کرتے اور اسکو اتنے دن تک پریشان نہ کرتے۔

سعید۔ مجھے سوچی کا تو خیال ہی نہیں ہے۔ مجھے اپنے بچوں کا خیال تھا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ انکو اپنے باپ کی بدولت شرم اٹھانی پڑی۔ اسے مرے اشکاب میں کیا روٹھا۔ میں نے اپنے اور اپنے خاندان کے نام پر دعوت

الکاجا۔

ہام کو حسد کی افسوسناک حالت پر رحم آیا۔ اور وہ اس کے پاس جا بیٹھا اور کہا کہ سید اب فہوس
کرنے اور رونے کا وقت نہیں ہے بلکہ سوچ سمجھ کر کوئی سبیل نکالنا چاہیے۔ دیکھو اگر تمھارا مقدمہ آگے بڑھایا
گیا اور عدالت تک پہنچا تو یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ تمھارے راز پر شہرہ وہ سکین بلکہ عام طور پر ظاہر
ہو جائیں گے۔ مان اگر تم پولیس کو اس اور کا اطمینان دلا دو کہ یہ آزمذہ کبھی اسکو تمھارے لئے نہ لکھیں نہ
اٹھانا پڑے گی تو بلا شک تمھارے معاملات پردہ راز میں رہ سکتے ہیں۔ مجھے دارودہ صاحب سے امید ہے
کہ وہ تمھارا مقدمہ دبا دیں گے۔

سعد۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ مجھے ان معاملات کے افشا سے استدر خرم دام کیا معلوم ہے کہ میں نے
یہ تہیہ کر لیا تھا کہ چاہے میری بقیہ عمر حوالات یا جیلخانی ہی میں گزرے۔ لیکن میں اپنا راز ہرگز فاش نہ کروں گا
افسوس میں نے اپنے خاندان کے نام پر حید لکایا۔ اب تک میں نے چاہے جو کچھ بھی کیا ہو۔ لیکن کسی نے میری
بات نہیں پائی۔ کوئی شخص جس نے میری کیفیت سنی ہو وہ آپ ہیں۔

میرے باپ ایک اسکول میں مدرس تھے اور نہایت شریفانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ انھیں کے
سایہ عاطفت میں میں نے نہایت معقول طریقہ پر تعلیم پائی۔ جسوقت میرا شباب کا زمانہ تھا مجھے سیر و سفر
کی سوجھی اور خوبصورتی کی۔ اسکا بعد مجھے ڈرامے وغیرہ کا شوق پیدا ہوا۔ اور میں نے اس میں اتنی مشق
پیدا کی کہ میں بہترین اکیڈم میں شمار کیا جاتا تھا لیکن اس میں مجھے زیادہ دلچسپی نہ ہوئی۔ اور میں
لشکر میں ایک اخبار کا نامہ نگار ہو گیا۔ ایک مرتبہ میرے اکلنے اپنی خواہش ظاہر کی کہ اگر گدگری کے
عنوان پر ایک مستقل مضمون کی اشاعت کی جائے تو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے اسنے کتابت
میری امداد کی خواہش بھی کی میں نے اسکا سیر اٹھایا اور وعدہ کر لیا کہ ہاں مضامین میں ہم ہونا چاہتا ہوں
لیکن چونکہ اسکے متعلق مجھے بہت واقفیت نہیں تھی۔ اسلئے میں نے سوچا کہ اگر کچھ روز اس فرقہ میں داخل
ہو کر گدگری کی جائے تو یقیناً اسوالات میں بہت بڑا اضافہ ہو اور تجربہ کی حیثیت سے بھی اس کے

پر پہلو پر نظر بھی پڑ جائے۔ چونکہ میں عرصہ تک ایکٹ رہ چکا تھا۔ اس لئے
مجھے بھروسہ بدلتے میں بھی یہ طے لگتا تھا۔ بس میں نے گدگری اختیار کرنے کے متعلق
غرم بالچرم کر کے اپنی صورت تبدیل کرنا چاہی۔ میں نے اپنا چہرہ رنگ لیا۔ اور جبین ایک کر میہ المنظر خرم
ظاہر کیا۔ رنگ ہونے بال سر پر لگائے اور ایک قسم کے پلستر کی مدد سے میں نے اپنا ایک ہونٹ اوپر کی جانب
چڑھایا۔ اور فیقہانہ کپڑے پہن لئے۔ ایک مٹی کی چڑے کی ٹوپی سر پہن لی۔ اب صورت تبدیل ہو چکا تھے

علاوہ میری حالت نہایت رحم کے قابل تھی۔ میں نے شہر کا وہ حصہ انتخاب کیا جہاں زیادہ آمد و رفت
 ہوتی ہے۔ اور وہاں پر ایک گوشہ میں اپنی ٹوٹی سیلنگ کر لیا لیکن پولیس کی گرفت سے بچنے کے لئے
 میں نے کچھ دیباستان خرید کر ہمارے محل فروخت کرنے کی غرض سے سٹارٹر دینا بابہر گذارنے والا میری حالت
 پر رحم کر کے کچھ کچھ کم ضرور دیتا تھا۔ تمام کچھ میں یا کچھ کھنے کی محنت کے بجائے کچھ معلوم ہوا کہ میری
 ٹوٹی سیلنگ کو نہ کچھ جو بیس بیس روپیہ جمع ہو سکے تھے۔ ایک تھوڑے عرصہ تک میں ہی کرتا رہا۔ اس کے بعد
 مجھے واقفیت ہو گئی۔ تو میں نے یہ سب چھوڑ دیا۔ اور اپنا اخبار شائع کرنے کا ایک مرتبہ کچھ ایسا اتفاق ہوا
 کہ مجھے ایک دوست کی ضمانت کرنی پڑی اور اُس کے خلاف میرے اوپر چار سو روپیہ کی ڈگری ہو گئی۔ قصہ
 میں باد رسا ہو گیا۔ اور نہایت پریشان تھا کہ اس روپیہ کی ادائیگی کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ میں نے
 سس قرض خزانہ سے وہ رقم کی محنت مانگی اور چھ ماہ خانہ سے بھی دو ہفتہ
 کی رخصت سے لی۔ اور نہایت توجہ کی صورت میں وہاں سلاسل لٹکائیں لیکن پھر یہ کیا اور یہی عرصہ میں
 میں نے کل قرض ادا کر دیا۔ اب آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں مجھے میری نوکری کی سہولت
 جیسا معلوم ہوتی تھی جیسے میں ایک سہ ماہیہ میں چوبیس روپیہ کما سکتا تھا۔ بخلاف اس کے
 گھرا کر میں میری روزانہ آمدنی کا اوسط کم از کم اتنا ہی تھا۔ چھ ماہ میں مجھے کوئی زیادہ محنت بھی کرنا پڑی تھی
 صرف حلیہ بدل دیتا تھا۔ یہ بات البتہ تھی کہ مجھے بعض اوقات اس پیشہ سے جیسا معلوم ہوتی تھی سہولت
 عرصہ تک توجہ غرت نفس کا خیال برابر رہا لیکن اس کے بعد حلیہ سی غائب ہو گئی اور میں نے نہایت
 آزادی سے اپنا مستقل پیشہ گذاری بنالیا۔ اگر کوئی شخص اس واقعہ سے باخبر تھا تو صرف وہ نہیں تھا۔
 اور اس پر مجھے کمال اعتماد تھا۔ میں نے اس چاندی خانہ میں ایک کہہ کر ایسے لکھا تھا جس کو اپنا اصل
 لباس اُٹار کر فقیرانہ لڑے چھوٹے ہنڈی کے ہاتھ کے معام پر کر بیٹھا جاتا تھا۔ اور شام کو اپنی
 ٹوٹی تانے اور چاندی کے سکون سے بھر کر اسی بھی پروا نہیں جاتا تھا اور اپنے عودہ کیسے ہنڈی لٹکاتا آدمی
 کی صورت میں بالکل میں گھومتا تھا۔ میں اس منہ پر کوس مار داری کے عوض میں کرایہ کے علاوہ ایک کچھ
 رقم دیتا تھا۔ اور اس پر مجھے کافی اعتماد تھا۔

مجھے بہت جلد اس کا احساس ہوا کہ میرے پاس کافی رقم جمع ہو رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا
 کہ میری ہی طرح لندن کے اس گدا گروں کی بھی اس قدر آمدنی ہوتی ہوگی۔ لیکن جو کہ میں اس فن میں
 مشاق ہو چکا تھا۔ اس لئے میں چالیس پچاس روپیہ روزانہ پیدا کر لیتا تھا تمام دن میرے اہل خانہ اور
 چاندی کے سکون کی بارش ہوتی تھی۔

جیون جیون میں امیر نے دیکھا میری خود شہادت میں بھی برابر امانت ہو رہا۔ یہ لڑکے کہ میں نے
 امانت میں ایک کھانا تھوڑے میں خرید کر اسے دیا اور دین کے ایک سو ڈاکہ لے کر لے کر
 کر لیا۔ میرے اسی پیشہ کا کسی کو علم نہیں تھا۔ میری خبر ہوئی تو مجھے بتی تھی کہ میرا تھوڑا کسے عود اگر چہ جلی
 سے ہے۔ لیکن اس کے بھیک بھیک نہیں معلوم تھا کہ میں کیا کرتا ہوں۔

گزشتہ دو شبہ کو میں نے اپنی بیوی میں بڑا بھوکے بالافانہ پر جان میں نے کرایہ کا کرو لے رکھا ہوا
 کھانے کھولے ہوئے میں باہر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس وقت میں نے اپنا اس بیل ڈالنا تھا۔ اور اصل کپڑے
 پہن لیے تھے۔ کھڑکی سے باہر دیکھتے وقت میری فحاشی جو وقت تک پر گئی تو میں اتار لے کر زیادہ عجیب
 ہو گیا۔ کیونکہ اس وقت خلاف معمول میں نے اپنی بیوی کو شرمک پر دیکھا وہ اچھی طرح مجھے دیکھتی تھی اس لیے
 مجھے یہ خوف پیدا ہوا کہ وہ یہاں پر مجھے کھڑا ہوا دیکھ کر نہ جانے کیا کہے اور اس کا نہ جانے کیا تجویز ہو۔ اس لیے
 مجھ سے غصہ نہ ہو سکا۔ اور میں ایک چیخ ماری۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنا ہاتھ اپنا منہ چھپانے کے لیے اوجھا
 کر لیا۔ میری بیوی نے میری چیخ سن کر یہ خیال کیا کہ میں کسی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اور میرے ہاتھوں کی
 حرکت دیکھ کر مسکرا کر گمان ہوا کہ میں اسے اشارہ سے بخور رہا ہوں۔ اس لیے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ ضرور
 یہاں دھڑکی ہوئی ہوگی۔ اس لیے میں فوراً کھڑا ہوا نیچے آیا۔ اور اس بار زور سے کہہ کر خبر دے کر
 اوپر نہ آنے دیجیے۔ چنانچہ جو وقت میری سزا کا تھا وہ مجھے لے کر پورے بیڑے کے پاس پہنچی تو میں نے اس
 بیوی کی ایک ڈانٹ بتائی۔

میں نے اس کا اظہار کرنے کے بعد میں نے کہہ میں وہ اس کا بھارت جلدیالیا اس سے بدلتا رہی فیسرا
 جھڑپے میں لے۔ اب مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میرے کپڑے میرا راز فاش کر دیں گے۔ اس لیے میں نے
 اپنا کوٹ اٹھا لیا اس کو ذرا میں نے دھو لیں۔ لیکن یہ خیال نہ کر کے کہ وہ بیڑے میں خرمہ لگا کر اپنی
 کھانسی کی جیسوں میں بھوک کر کوٹ کو دیا میں نے ڈالی۔ اور وہ دیکھ کر میری ڈوب گیا۔ کوٹ پہننے کے لئے
 میں نے جلدی میں کھڑکی کھولی۔ اور میرا زخم جو پیشتر تھوڑے تھوڑے کے پاس تھا آگے آ کر دھو گیا۔ اور اس
 سے دو چار قطرے خون بہہ نکلا۔ یہ وہی خون تھا جو کھڑکی پر میری آنکھیں بہا رہا تھا۔ میں اور میرا
 کپڑے بھی اسی طرح دریا میں ڈال دیا۔ اگر میری بیوی بولے۔ ان کو لیکر لے کر جاتی۔ جو وقت
 پولیس والے داخل ہوئے تو میں بجائے سب کے ایک بھیک لے کر وہاں آئی۔ میں نے کہا۔ ان لوگوں نے
 بعد تفتیش محض شک پر مجھے گرفتار کر کے عدالت میں مندر لے لیا۔

جہاں تک مجھے معلوم ہوتا ہے میں نے اپنا پورا حال فقط بلفظ آپ کے سامنے عرض کر دیا۔ میں نے یہ
 ٹھکان لیا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے گا میں اپنا راز پوشیدہ رکھوں گا۔
 مجھے جبروت اپنی بروہ کا خیال آیا تو مجھے بڑی تشویش ہوئی کہ وہ بیماری بہت پریشان ہوئی۔
 بس میں نے جھٹ اپنی آنکھوں کی غلطی اور دو چار حرف تسلسل بخش لکھا مگر پھر کراؤنگر بیکار دیدیا کہ وہ کلایم
 کے پاس بند ریوڑ کا ٹکے بھیج دے۔

ہمام۔ لیکن سید تمھارا لکھا ہوا خط کل پہنچا ہے۔
 سعید۔ اسے ہائے میری بیوی پر ایک نغمہ کیا گذری ہوگی۔
 بادل۔ منجہ پولیس کی نگرانی میں تھا۔ اسکو آنا مومن کیونکر مل سکا ہوگا کہ وہ کوئی خط ڈاک میں
 چھپوے۔ جہاں تک میرا خیال ہے غالباً اسنے یہ خط کسی سکا ہوا کو دیدیا ہوگا۔ اور اسنے ڈال رکھا۔ اس لیے
 یہ خط کل پہنچا۔

ہمام۔ بیشک دارودہ صاحب آپ کی بات بالکل قرین قیاس ہے اور یہی بات ہوئی ہوگی۔ لیکن تنبیہ
 کیا تو یہ کیسی گندگاری کی کھلت میں جبرائے نہیں ہوا۔

سعید۔ کیون نہیں بارہا ایسا ہوا۔ لیکن مجھے جبرائے کی کیا پروا تھی۔

بادل۔ مسئلہ۔ لیکن اب آپ کو اس پیشہ سے توبہ کرنا چاہئے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ پولیس آپ کے
 معاملہ کو دبا دے تو خبردار اب کوئی ہینکین نامی فقیر سرگرم پراگتا ہوا نہ پایا جائے۔

سعید۔ بیشک میں نے توبہ کر لی ہے اور میں قسم کھاتا ہوں کہ اب انشاء اللہ یہ ذیل حرکت مجھ سے کبھی
 دہر نہ ہوگی۔

بادل۔ خیر ایسی صورت میں یہ ممکن ہے کہ آپ کے معاملات اور راز بالکل پوشیدہ رہ سکیں۔

لیکن اگر اب ایسا ہوا تو آپ کے تمام راز پشت از باہم کر دیئے جائینگے۔ ہمام صاحب مجھے آرزو ہے
 کہ کاش میں بھی جان سکتا کہ آپ اس نتیجے پر کوئی فکر بھیجے ہیں۔

ہمام۔ جناب میں اس نتیجہ پر رات بھر جاگ کر باخ گروں پر ٹھکڑا اور ادھ سہرتا کو سیکر ہو چکا ہوں۔

اچھا جبکہ صاحب میں خیال کرتا ہوں کہ ہرچیز ٹھیک میں اچھا ناشتہ تیار مل سکے گا۔ فقط

تم مجھے حقیر عبدالرشید متوطن اکاشر کرسی ضلع بارہ بنگی

قابل دید کتابیں



جرجی زیان ایڈیٹر "الہلال" مصر کے ایک محرکہ آزادانہ دل کا ترجمہ سید ظہور احمد ندوی کے قلم سے بہت ہی دلچسپ حصہ ہے۔ زبان قابل قدر اور انداز بیان دلچسپ اس ناول میں صد ہا تاریخی واقعات کو روشنی میں لایا گیا ہے۔ مصر کے عسائیون اور مسلمانوں کے تعلقات رسم و رواج اور سیاسی حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے جشن کی کشش اور جذبات محبت کے ہوسوں کو ٹوکھٹے گئے ہیں۔ قیمت رعایتی ۷۰/-

عبدالرحمن ناصر خلیفہ عبدالرحمن ناصر کے زمانہ کے واقعات اسکا طرز حکمرانی اس زمانہ کے علماء و کارویہ ارکان سلطنت کے سیاسی جوڑ توڑ خلیفہ کی منظور نظر رہا کے حالات۔ زہرا کے عاشق صادق سید کی سولہ ماحول اور ہکا خاتمہ عابدہ نامی ایک تعلیم یافتہ خاتون کا کمال۔ سید اور عابدہ کے کیر کڑ اس کتاب کی جان ہیں۔ ان دونوں کی مزے دار کہانی بہت دلچسپ ہے۔ یہ کتاب بھی جرجی زیان ایڈیٹر "الہلال" کی اسی نام کتاب کا ترجمہ ہے سید ظہور احمد ندوی نے بڑی خوشی سے اسکا ترجمہ کیا ہے۔ قیمت رعایتی ۷۰/-

سیلا خجنا غدر ۱۹۱۸ء کی ہولناک داستان داستان۔ کمپنی اور اہل منہ کی کشمکش ارکان کمپنی کے جدید قوانین جنہیں سے بعض ہندوستانیوں کے جذبات کے مخالف تھے۔ اور جسکے باعث ہندوستانی فوج میں ہرجاں پیدا ہو گیا۔ میکین نامی فرانسیسی عیار کا انگریز مسکرا اگر نری فوج میں داخل ہوا اور موقع پا کر انگریزوں سے برسرِ جنگ ہونا۔ دیگر ہندوستانی روسا کا ملک حمایت میں لڑنا۔ باقر خان سردار کا خفیہ انسپکٹری پر نظر اور اسکی حمیت انگیز عیار میں میکین کی چال بازی خفیہ اور باغیوں کے جوڑ توڑ۔ فتح و شکست کے عجیب غریب کارنامے۔ مسٹر گارڈن کی لڑکی ہیلنا اور میکین کے عشق کی داستان۔ ہیلنا کا قتل۔ اور عبدل نامی باغی کی عیاری۔ خفیہ پولیس کا قتل۔ باقر خان کی گرفتاری اور فرار۔ باغیوں کا قطعِ قمع قیمت ۷۰/-

انقلاب قسطنطنیہ جنگ مفت سال کے سلسلہ میں ترکوں اور اتحادیوں کے جان توڑ مقابلے۔ ترکوں کی اجنبازی اور سرِ فروشی کی داستان جسٹن عشق کا فساد۔ رزمِ نرم کے سین نئی روشنی کے حربی آلات۔ نیرو اور تلوار کے معرکے ناول کا ناول اور تاریخ کی تاریخ قیمت ۷۰/- رعایتی ۷۰/-

صلنے کا پتہ:۔۔۔ صدیق بک پو-مین آباد یارک ٹھنڈو

عقبار فقیر کی جاہل بازیان غلام دستم اور دغا فریب کا پردہ
 عیار فقیر اس جاہل سے مخفی طور پہنے کا لیا اس کتاب کو ایک بار پڑھیں صبیح نامی ایک
 ملا ایک عسکار فقیر کے دام غریب میں گرفتار ہوئے اور مصائب میں مبتلا ہوئے پر یہی سب کچھ
 کرنا آخر کار ان بدعا شوق کا بھینٹ بن گیا اور لڑکی کو نجات ملنا بہت ہی درد انگیز ناول ہے
 اسکے فروخت کرنے سے مقصد صرف پیسہ کمانا نہیں ہے بلکہ اہل ملک کو ان بدعاش مکاروں کی
 حیا یوں سے باخبر کرنا ہے قیمت صرف ۸

محاصرہ پیرس اور اہل فرانس کی کاؤ خلاصی۔ جنگ لارڈ پ کے کجتر انگیز حالات۔ حبیدہ آلات جنگ کا استعمال۔ پیرس کی تباہی۔ تاریخ کی تاریخ۔ قصہ کا قصہ ایک حسین محبوبہ کا خیرہ وطن پرستی اور اسکے نتائج بہت سی دل آویز سرائیمین۔ قیمت ۸ روپے

[illegible]

ملک کی

صدیق بہکڑ پرامین آباد پارک کھنؤ

جیاشیخ

ناول

سیدانی

اسکے کہ شہرہ آفاق ہیں تیلے کی ضرورت
ہیں آپکے منصوبے دیکھ کر بڑے بڑے
ہمت والوں کے ہوسے بہت ہیں چارائے
پیارے لینا آپ کے لئے بچوں کا کھیل ہے
دوچار کھینو کا شکار اکی ادنی بہادر ہی ہے
ایسے ہر دے کو حال دے دیکھ کر کیا قیمت

نظر عشق
محبت کی جی دہستان جوش محبت میں صلیبت
امانا عشق صاف کا شمع عشق و شوق کا ابرار
ہو اسرت آئینہ زندگی و قیمت صرف ہر
دور صاف دیکھ سکتی

دیکھ کر ہر دے کی ایک کس راکی کو ساتھ شادی کا
ہر انجام راکی کا صبر و شکر ان آپکے کئے کی شکر
دیکھ کر ہر دے کی ایک کس راکی کو ساتھ شادی کا

ٹرکی خرم سہرا

ٹرکی خرم کے ردا تعات کو حکام کو ظاہر کیا ہے ترکوں کی جفا کرتی ظاہر میں کہنت آرا
کیا ہے جن و عشق کی کرتہ ساریاں دکھائی ہیں و گیت یحیی ناول ہے قیمت ۱۰
استبداد پند اور حکمران طبقہ کی جفاکاریاں حصول آزادی کی راہ
بالشویک شہزادی مظلوم و محکوم قوم کا آئینہ قیمت ۸ صديق بک پبلشرز